بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق و الیقین فی عداوۃ الطغاۃ و المرتدین

من کلام ائمۃ الدعوۃ النجدیۃ

اللہ کے باغیوں

سے دشمنی کیوں اور کیسے؟

ائمہ نجد اور آل الشیخ رحمہم اللہ کے فتاوی کی روشنی میں

مؤلف

فضیلۃ الشیخ ابو عبد الرحمن الاثری

سلطان بن بجاد العتیبی حفظہ اللہ

مترجم

فضیلۃ الشیخ ابو جنید حفظہ اللہ

مکتبہ : عبد اللہ ابن المبارک رحمہ اللہ

سلسلہ مطبوعات منہج فہم سلف

نام کتاب	:	اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟
مؤلف	:	فضیلۃ الشیخ ابو عبد الرحمن الاثری سلطان بن بجاد العتیبی حفظہ اللہ
مترجم	:	فضیلۃ الشیخ ابو جنید حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت اول	:	رجب ۱۴۲۶ھ بمطابق اگست 2005ء
صفحات	:	152
تعداد	:	1100
ناشر	:	مکتبہ عبد اللہ ابن المبارک رحمہ اللہ

بسم

اللہ الرحمن

الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر	عنوان	صفحہ
1-	مقدمہ	7
2-	کتاب وسنت کی اتباع واجب ہے	11
3-	سلف نے منکرین حدیث کی مذمت کی ہے	15
4-	تقلید کی مذمت	19
5-	نبوت کی گواہی کے تقاضے؟	21
6-	شرک فی الطاعۃ سے اجتناب کرو	23
7-	اسلام کی حقیقت (توحید کی حقیقت)	24
8-	کلمۂ توحید کا معنی سمجھے بغیر اقرار بے فائدہ ہے	25
9-	معبود کس کو کہتے ہیں؟	32
10-	شرک کا ارادہ نہ بھی ہو پھر بھی شرک شرک ہی ہے	33
11-	توحید اور شرک سے واقفیت ضروری ہے لاعلمی کوئی عذر نہیں	34
12-	کفر بالطاغوت (کفر بالطاغوت کی اہمیت؟)	35
13-	طاغوت کا معنی	37
14-	طاغوت کے انکار سے کیا مراد ہے؟	40
15-	منکرات پر خاموشی اس پر رضامندی کی دلیل ہے	41
16-	مشرکین سے برأت اور ان کی تکفیر	43
17-	کافر سے دشمنی؟	47

18- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف 48

19- اسلام میں داخل ہونے کے لئے مشرکین سے نفرت ودشمنی ضروری ہے 49

20- تکفیر اور اس کے احکام (کلمہ شہادت کا اقرار کب کسی کو تکفیر سے بچاتا ہے) 57

21- ظاہر پر حکم لگانا 57

22- موحدین پر تکفیر کی تہمت 58

23- ارتداد (مرتد ہوجانا) ارتداد کی تعریف اور اس کی چند صورتیں؟ 58

24- اگر مرتد اسی حالت میں مر گیا تو بالاجماع اس کے اعمال برباد ہیں 61

25- شریعت الٰہی کے بغیر فیصلے کرنا 61

26- اگر اللہ کے دین وشریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہے 63

27- غیر اللہ کے فیصلے کی طرف دعوت طاغوت کی دعوت ہے 68

28- انسانوں کے قوانین سے فیصلے کرانا طاغوت سے فیصلہ کروانا ہے 70

29- طاغوت کے ماننے والے اسے مجبوری ظاہر کرتے ہیں 71

30- وضعی قوانین کا نفاذ کفر ہے ملت سے خارج کردینے والا ہے 73

31- جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا صریح کفر ہے 74

32- کافر بنادینے والے طاغوت کی اطاعت 75

33- کافر کے کفر میں شک کرنا 75

34- جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا مذاق اڑائے یا آپ کے کسی حکم کو رد کرے 78

35- لاعلمی کا عذر 81

36- ہر مشرک کو ایسے شبہات لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کا تقاضا کرتے ہیں 95

37- شرک اکبر میں خطاء کا حکم؟ 96

38- کفر عمداً بھی ہوتا ہے اور لاعلمی میں بھی 96

39- دین کے اصولی باتوں میں جہالت عذر نہیں بن سکتی 98

40- ایک غلط فہمی جس سے ہمیشہ مخالفین استدلال کرتے ہیں 103

41- حجت قائم کرنا 105

42- مشرکین کے درمیان رہنا جائز ہے یا نہیں؟ 116

43- بعض ہم عصروں کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ 121

44- فصل في الغربة (اجنبی) 138

45- غربت کی قسمیں 141

46- شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا لفظ ''الغربة'' (اجنبی) پر کلام 146

47- غربت کے بارے میں سلف رحمہم اللہ کے اقوال 149

مقدمہ

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب وجعله هادیًا ونصیرًا و مرشدًا لمن تمسک به واعتمد علیه فی موالاته ومعاداته فهو سراجًا منیرًا واوجب فیه مقاطعة اهل الشرک ومن کان لهم مویدًا ونصیرًا والصلاة والسلام علی اشرف خلقه وخیرة رسله محمد صلی الله علیه وسلم الذی مزق الله بمبعثه ظلام الکفر وعلی آله واصحابه الذین تحابوا فی الله وجاهدوا به الکفار والمنافقین. امابعد،

بے شک اللہ کے دین کی بنیاد توحید ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:٣٦)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (وہ ان سے کہتا تھا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو''۔

اُس وقت کے سرکش ونافرمان کافر انبیاء کرام کی دعوت کی حقیقت کو آج کے نام نہاد مسلمانوں کی بنسبت زیادہ سمجھتے تھے جبھی تو مشرکین قریش نے تعجب سے کہا تھا کہ۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص:٥)

''کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنالیا؟ یہ تو عجیب بات ہے؟''۔

کفار سمجھ گئے تھے کہ رسولوں کی عظیم الشان دعوت اللہ کی عبادت کے لئے نہیں بلکہ صرف ایک اللہ اکیلے کی عبادت کی طرف ہے اور اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ تمام دیگر معبودوں کا انکار کیا جائے اس

لیے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت اسی وقت ہوسکتی ہے جب ان مزعومہ معبودوں سے اجتناب کیا جائے جنہیں ربوبیت یا الوہیت کے مقام پر فائز کردیا گیا ہے۔

انسان اللہ پر ایمان لانے والا تب شمار ہوگا جب وہ طاغوتوں کا انکار کرے گا اور ان سے دشمنی کرے گا۔مزید یہ کہ ہر قسم کی طاغوتی صفات اور ان صفات کے حاملین سے نفرت کرے گا اور ان مرتد ومنافق لوگوں سے بھی، جو کسی میں طاغوتی صفات تسلیم کرتے ہیں ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ موجود ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو شرک سے ڈرایا اور انہیں اس کی ضد یعنی توحید کی دعوت دی تو انہیں یہ دعوت بری نہ لگی بلکہ بہت اچھی لگی اور وہ اس میں داخل ہونا چاہتے تھے مگر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھل کر ان کے دین کی مذمت کی ان کے علماء کو جاہل قرار دیا تو تب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دشمنی پر کمر بستہ ہوگئے کہنے لگے کہ اس نے ہماری عقلوں کو بیوقوفی قرار دیا ہے، ہمارے دین میں عیب نکالے ہیں اور ہمارے معبودوں کی مذمت کی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ اور تمام سلف وخلف مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ انسان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک شرک اکبر سے پاک نہ ہوجائے، نیز شرک اور مشرک دونوں سے برأت کا اعلان کردے اور ان سے حسب طاقت نفرت ودشمنی کا اظہار کرے۔

موجودہ دور میں ارجائی کفر امت میں بہت پھیل گیا ہے۔(یعنی کچھ نہ کرنے کے باوجود اللہ سے مغفرت وکامیابی کی امید) اب ایمان صرف قول کا نام رہ گیا ہے توحید ایک نشانی بن گئی ہے اسلام موروثی وخاندانی ہے۔دوستی ودشمنی کے آثار مٹ گئے ہیں۔ یہ کفر ویران دلوں میں بسیرا کرچکا ہے انسانوں کی عقول میں دلوں میں اور زندگی میں اس نے استحکام وقرار حاصل کرلیا ہے۔لوگوں نے فرائض واجبات اور سنتوں کو چھوڑ دیا ہے صرف لا الہ الا اللہ پر اکتفا کر بیٹھے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا دین محفوظ ہے۔ اسلام پر کوئی آنچ نہیں آنے والی، ان کا ایمان بے غبار ہے۔وہ کائنات کے ایک رب

پر ایمان رکھنے والے ہیں ۔(عیسائیوں کی طرح) تثلیث کا عقیدہ نہیں رکھتے یہ جانتے ہیں کہ ان کا رب ،خالق، رازق ایک اللہ ہے اپنے خیال میں وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں حساب، جنت جہنم کو بھی حق سمجھتے ہیں ۔بعض لوگ جمعہ وعیدین کی نماز بھی ادا کرتے ہیں کچھ لوگ ماہ رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں بعض لوگ پورے نہیں تو رمضان کے چندون کے روزے تو رکھ ہی لیتے ہیں کچھ لوگ عمرہ اور حج بھی کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح اور بھلائی کے راستے پر گامزن ہیں ۔اس دین سے نسبت رکھنے والے اکثر ایسے بھی ہیں جو نفع ونقصان کا مالک اولیاء اور صالحین کو سمجھتے ہیں ۔ان کا وسیلہ پکڑتے ہیں ۔ان سے فریاد کرتے ہیں ۔ان کی نذر ونیاز کرتے ہیں ۔ان کے ناموں کی قسم کھاتے ہیں پھر بھی سمجھتے ہیں ۔کہ چونکہ ہم لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں اس لیے ہم حق اور بھلائی پر ہیں ۔ان میں یہ احادیث کافی مقبولیت اختیار کر چکی ہیں:

((من قال لاالٰہ الااللّٰہ دخل الجنة))(صحیح مسلم)

''جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگیا''

اور((اخرجوا من النار من قال لاالٰہ الااللّٰہ))

''جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوا سے جہنم سے نکالدو''

اس جیسی دیگر احادیث کافی مشہور ہوگئی ہیں بلکہ عوام میں تو یہ ایسی پھیلی ہیں جس طرح خشک گھاس میں آگ پھیلتی ہے اور پھر پھیلتے پھیلتے خشک وتر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے ۔بہت سے نام نہاد مسلمان یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ صرف لا الہ الا اللہ کا زبان سے اقرار مسلمان بننے اور جنت میں جانے کے لئے کافی ہے اگرچہ نمازیں چھوڑ دیں اور منکرات کا ارتکاب کرتے رہیں، اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے احکام کا مذاق اڑاتے رہیں اللہ کے ساتھ شرک کرتے رہیں اللہ کے دشمنوں یہود ونصاریٰ اور لادین لوگوں سے دوستیاں رکھیں ۔لوگوں میں کفریہ قوانین اور لوگوں کے بنائے ہوئے آئین نافذ

کرتے رہیں، اور اسلام کے قوانین سے سرعام روگردانی کریں جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔

آج کل مسلم ممالک میں یہی کچھ ہو رہا ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ۔انہی حالات میں بچے جوان اور جوان بوڑھے ہو رہے ہیں ۔عرف عام میں اور لوگوں کے خیال میں بلکہ بعض درباری مولویوں کی رائے میں یہی ایک متوازن راستہ وطریقہ ہے ۔کچھ لوگ تو اس طریقے کو علماء حق کا وطیرہ قرار دینے سے بھی نہیں چوکتے حالانکہ اگر یہ علماء ان کا یہ حال دیکھ لیں تو ان سے برأت کا اعلان کردیں گے۔ اسی لیے ہم نے اس رسالہ میں علماء کے اقوال نقل کیے ہیں تا کہ حق وباطل باہم خلط نہ ہوں ۔توحید کے اہم مسائل میں ان علماء کی آراء کی وضاحت بھی کر دی ہے اس کے ساتھ ساتھ ائمۂ دعوت اور ان لوگوں کے درمیان فرق بھی واضح کر دیا ہے کہ ائمہ دعوت اپنے علم پر عمل کرتے ہیں اور احکام شرعیہ کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں اس معاملے میں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے جب کہ یہ لوگ احکام شرع کی طرف توجہ نہیں کرتے یہ لوگ اس وقت تک کسی غلط بات یا عمل کی مذمت نہیں کرتے جب تک ان سے اس عمل کے بارے میں سوال نہ کیا جائے فتویٰ نہ مانگا جائے جبکہ ائمہ سلف رحمہم اللہ خود ہی برائیوں کی مخالفت کرتے تھے۔

اللہ ہم تجھ سے فریاد کرتے ہیں پناہ مانگتے ہیں طاغوتوں کے ظلم اور منافقین کی بے دینی زہریلی زبان زرخرید مصنفین وقلم کاروں کے شر سے تیری بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں دین میں تحریف کرنے تبدیلی کرنے والوں کی ہر اس شخص کی جو حق کے بیان سے خاموشی اختیار کرے یا باطل کلام کا ارتکاب کرے

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قول کی سچائی اور عمل کا اخلاص نصیب کرے اگر میری اس کتاب میں کوئی خطا وغلطی ہو تو اس کا ذمہ دار میں ہوں اور شیطان ہے ۔جب کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پاک وبری ہیں۔

وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد واصحابه اجمعین. والحمد للّٰہ ربّ العالمین.

سلطان بن بجاد العتیبی ابوعبدالرحمن الأثری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب وسنت کی اتباع واجب ہے

تمام بندوں پر اللہ کے احکامات کی اطاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی لازم ہے اسی طرح ہر اس قول وعمل کو ترک کرنا بھی ضروری ہے جو کتاب وسنت کے خلاف ہو یہی وہ اطاعت ہے جو لا الہ الا اللہ کی شروط میں سے ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر توحید کا تصور محال ہے نہ ہی اس وقت تک کامیابی حاصل ہو سکتی ہے جب تک کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے اقوال وآراء پر مقدم نہ کرلیا جائے اس لیے کہ انسانوں کے اقوال میں غور وفکر کر کے ان میں سے صحیح کو قبول اور غلط کو رد کیا جا سکتا ہے جبکہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ہر حال میں قبول کرنا ہوگا اس طرح ائمہ میں سے کسی بھی امام کے قول کو صاحبان بصیرت رد بھی کرتے ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو وحی الٰہی کتاب وسنت کو اپنائے رکھتے ہیں اگرچہ کتنی ہی مشکلات کیوں نہ ہوں بد بخت ہیں وہ لوگ جو ان دونوں کو چھوڑ کر انسانوں کی آراء کو اپناتے ہیں ۔

عبداللہ بن سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔"سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آجائے گا کہ جب کوئی شخص زندگی کے ہر معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کی بات کرے گا تو لوگ ایسے شخص کی مذمت کریں گے اس سے دور بھاگیں گے اس کی توہین کریں گے اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے"۔

علامہ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ کہتے ہیں :"کہ اللہ سہل پر رحم فرمائے اس نے کتنی سچی اور سمجھداری کی بات کی ہے اب یہی کچھ ہو رہا ہے بلکہ اب تو صرف توحید کے درس خالص

اللہ کی عبادت کے درس اور اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت ترک کرنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے حکم اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو ماننے کی بات کرنے والوں پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں ۔(تیسیر العزیز الحمید: ٦١)

جبکہ ہمیں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم قرآن میں ۳۳ مقام پر دیا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے کہ یہ صراحتاً گمراہی ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے مترادف ہے ۔اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جب تک لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر معاملے میں فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کرلیں اس وقت تک یہ مؤمن نہیں ہو سکتے ۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء: ٦٥)

"تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے ۔جب تک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اسے مکمل طور پر تسلیم کرلیں"۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی شخص کی اطاعت فرض نہیں کی ۔ فرمان ربانی ہے ۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران: ۱۳۲)

"اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور اس کے رسول کی یہ حکم وجوب کے لئے ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لوگوں پر واجب ہے دیگر بہت سی آیات بھی اس کی تائید میں موجود ہیں ۔جب کہ یہ حکم اور امر وجوب کے لئے ہے تو ہر شخص

جانتا ہے کہ واجب حکم کی خلاف ورزی گناہ ہے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت ہے۔

اللہ کا فرمان ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(النور: ٦٣)

''جولوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کررہے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ انہیں کوئی مصیبت یا دردناک عذاب پہنچ جائے''۔

(مخالفت اس سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت بھی ہوسکتی ہے کیونکہ آپ کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے۔جس طرح آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے)

اس آیت میں اللہ نے اپنی مخالفت کرنے والوں کو ڈرایا ہے کہ انہیں فتنہ پہنچ سکتا ہے یا عذاب الیم امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے جب کوئی شخص اللہ کے کسی فرمان سے اعراض کرے گا تو ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں (اللہ کے احکام کے بارے میں) شک پیدا ہوجائے اور اس طرح وہ شخص ہلاکت میں پڑجائے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ، وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ، وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (النور: ٥٤)

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر یہ لوگ پھر جائیں تو اس پیغمبر پر وہی ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر وہی ہے جو تم پر ڈالی گئی ہے اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تو صرف واضح طور پر پہنچانا ہے''۔

اس آیت میں اللہ نے اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ اگر اس رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت یافتہ کہلاؤ گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہدایت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ہی مل سکتی ہے کہ آیت میں جملہ شرطیہ مذکور ہے اور شرط کا جواب تب پایا جاتا ہے جب شرط پائی جائے لہٰذا ہدایت مشروط ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ اطاعت ہے تو ہدایت ہے ورنہ نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فلاح وکامیابی کا مدار اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر رکھا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (احزاب: ٧١)

''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی''

اور اللہ نے اپنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان کو واضح اور کھلا گمراہ قرار دیا ہے فرمایا۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (احزاب: ٣٦)

''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ واضح طور پر گمراہ ہوا''۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ ہم اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو اپنالیں اسے فی الفور قبول کرلیں۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ٧)

''جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کردے اس سے رک جاؤ''۔

اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے متعلق احادیث بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جن میں سے بخاری مسلم کی مندرجہ ذیل روایتیں ہیں۔

❶ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((من رغب عن سنتی فلیس منی))

''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے'' (میرے ساتھ تعلق نہیں)

❷ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی، فقالوا یا رسول اللّٰہ من ابی ؟ قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی))

''میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی مگر جس نے انکار کیا (صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے) کہا کہ انکار کون کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔''

سلف نے منکرین حدیث کی مذمت کی ہے

سلف رضوان اللہ علیہم ان لوگوں کی شدید مذمت کرتے تھے جو اپنی آراء یا ہٹ دھری کی وجہ سے احادیث کا انکار کرتے ہیں بلکہ سلف تو ایسے لوگوں سے تعلق ہی ختم کر دیتے تھے حدیث کی تعظیم وتوقیر کی خاطر جیسا کہ مسلم میں سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔((لاتمنعوا نساء کم المساجد اذا استاذنتکم الیھا)) ''اپنی عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو جب وہ تم سے اجازت مانگیں تو بلال بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا۔(واللّٰہ لنمنعھن) ''اللہ کی قسم ہم تو ان کو روکیں گے'' سالمؒ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے انہیں بہت برا بھلا کہا اتنا کہ میں نے انہیں کبھی ایسا کہتے نہیں سنا تھا اور پھر کہا کہ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو کہہ رہا ہے کہ ہم روکیں گے؟''

بخاری و مسلم میں ہے کہ عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کنکریاں مار رہا تھا تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں مارنے سے منع کیا ہے یا اسے ناپسند کیا

ہے اس لیے کہ اس سے نہ تو شکار کیا جا سکتا ہے نہ دشمن کو مارا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی کی آنکھ پھوڑی جائے یا دانت توڑ دیا جائے اس کے بعد دوبارہ اس شخص کو کنکریاں مارتے دیکھا تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں بتا رہا ہوں کہ وہ کنکریاں مارنے سے منع کرتے تھے یا ناپسند کرتے تھے اور تم پھر بھی کنکریاں مار رہے ہو۔ میں تم سے اتنی مدت تک بات نہیں کروں گا۔

بخاری میں زبیر بن عربی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہتے ہیں: ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا حجر اسود کو چھونے کا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس کو ہاتھ لگاتے تھے اور بوسہ دیتے تھے اس شخص نے کہا اگر بھیڑ ہو اور مجھے موقع نہ مل سکے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اگر مگر یمن میں ہی رکھو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے ابن حجر رحمہ اللہ 'فتح الباری' میں کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ جو کہا کہ اگر مگر یمن میں ہی رکھو تو یہ اس لیے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اس شخص کی باتوں سے حدیث سے اعراض کا پتہ چل رہا تھا اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناپسند کیا اور اس شخص کو حکم دیا کہ جب حدیث سن لو تو اسے اپناؤ اور اپنی رائے کو چھوڑ دیا کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حدیث سنائی تو لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس حدیث کے خلاف پیش کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا بات ہے کہ تم باز نہیں آتے جب تک کہ اللہ تم پر عذاب نہ نازل کر دے؟ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تم ہمیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات بتا رہے ہو؟

علامہ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جیسے اشخاص کے قول کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں تو پھر اس شخص کو کیا کہا جائے گا جو اپنے امام کے قول کی وجہ سے یا اپنے مذہب کی بنا پر حدیث کو چھوڑ رہا ہو امام کے قول کو حدیث

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پرکھنے کے لئے معیار بنا رہا ہو جو حدیث امام کے قول کے موافق ہو اسے لے رہا ہو اور جو مخالف ہو اسے چھوڑ رہا ہو؟ ایسے شخص کے بارے میں ہم اللہ کا یہ قول ہی پیش کر سکتے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبة: ۳۱)

’’ان لوگوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنالیا ہے اللہ کو چھوڑ کر‘‘۔

(تیسیر العزیز الحمید: ۵۴۴،۵۴۵)

ابو السائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہم ایک مرتبہ وکیع رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک آدمی کو مخاطب کر کے کہا (جو اہل الرائے میں سے تھا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعار کیا ہے (چھری یا کسی نوکدار چیز سے اونٹ یا قربانی کے جانور کو زخمی کر کے نشان لگانا کہ یہ بیت اللہ کے لئے وقف ہے) اور ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مثلہ ہے؟ (مثلہ کہتے ہیں جنگ میں دشمن کے کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں، کان، ناک کاٹنا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے) اس شخص نے جواب میں کہا کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں شعار مُثلہ ہے۔ ابو السائب رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ وکیع رحمہ اللہ کو سخت غصہ آیا اور اس شخص سے کہا کہ میں تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا ہے؟ تم اس بات کے مستحق ہو کہ تمہیں اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک تم اپنے اس قول سے رجوع نہ کرلو۔

(جامع الترمذی: ۳/ ۲۵۰، والفقیہ والمتفقہ ۱/ ۱۴۹)

(آج کے دور میں بہت سے لوگ ہیں جو قید کیے جانے کے قابل ہیں۔ اس لیے کہ جب انہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں عالم نے اس طرح کہا ہے، فلاں نے یہ فتوی دیا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک افراد ہی شریعت کے ماخذ ہیں) جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث کے مقابلے پر افراد و اشخاص کے اقوال پیش کرتے ہیں ان کو قید کر دینا چاہئے جب تک کہ وہ اپنی روش سے توبہ نہ کرلیں۔

ابو یعلی رحمہ اللہ نے (طبقات الحنابلہ: ۱/ ۲۵۱) میں فضل بن زیادؒ کے بارے میں لکھا ہے وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن ابی ذئب رحمہ اللہ کو خبر ملی کہ امام مالک رحمہ اللہ ’’البیعان بالخیار‘‘ والی حدیث نہیں لیتے، تو ابن ابی ذئب رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سے توبہ کروائی جائے اگر توبہ نہیں کرتے تو ان کی گردن کاٹ دی جائے (امام مالک رحمہ اللہ نے حدیث رد نہیں کی تھی بلکہ اس کی تاویل کر کے دوسرا مطلب لیتے تھے) سلف صالحین رحمہم اللہ حدیث کی مخالفت کرنے والوں کی اس طرح مذمت کرتے تھے چاہے یہ مخالفت قیاس کی بنا پر ہوتی یا استحسان و استصواب کے نام پر یا کسی عالم کے قول و فتوی کی وجہ سے ہوتی سلفؒ ایسے لوگوں سے ترک تعلق کرتے تھے جب تک کہ ایسے لوگ اپنے عمل سے رجوع نہ کرلیں، حدیث کو مکمل طور پر تسلیم کر کے اس کی پیروی نہ شروع کر دیتے وہ اس شخص کو بھی ناپسند کرتے تھے جو اس بنا پر حدیث کو لیتے ہیں جب وہ قیاس کے موافق ہو یا کسی امام یا عالم کے قول و فتوی کے موافق ہو وہ تو اللہ کے اس فرمان پر عمل پیرا تھے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (احزاب: ۳۶)

’’جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی امر کا حکم دیں تو پھر کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو اپنے معاملہ کا کوئی اختیار نہیں رہتا‘‘۔

دوسری جگہ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء: ٦٦)

”تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے۔ جب تک تجھے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تنازعات میں فیصل نہ مان لیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اسے مکمل طور پر تسلیم کر لیں“۔

مگر ہم اب ایسے دور میں جی رہے ہیں جب کسی سے کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے تو وہ کہتا ہے کس نے کہا ہے؟ یعنی یہ جاننا ہی نہیں چاہتا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے خود کو بے خبر رکھ کر حدیث کی مخالفت یا اس پر عمل نہ کرنے کا بہانہ تلاش کرتا ہے حالانکہ ایسے لوگ اگر اپنے آپ سے مخلص ہوں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا اس طرح انجان بن کر حدیث پر عمل نہ کرنا باطل کی طرف جاتا ہے۔ اعلام الموقعین میں کسی عالم کا قول مذکور ہے جس نے کہا تھا کہ ہم حدیث رسول پر اس وقت تک عمل نہیں کریں گے جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس حدیث پر ہم سے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اگر کسی کے پاس حدیث پہنچ گئی مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اس پر کسی نے عمل کیا ہے (یا نہیں) تو اس کے لئے حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ (اعلام الموقعین: ۴/۲۴۴، ۲۵۴)

تقلید کی مذمت

تقلید کی تعریف ہے دلیل جانے بغیر کسی قول کو قبول کرنا۔ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ تقلید علم نہیں ہے اور مقلد کو عالم نہیں کہا جا سکتا۔ (اعلام الموقعین: ۱/۴۵)

اسی لیے علماء نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے۔ ائمہ کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کا قول لیا جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آ جائے تو سر آنکھوں پر ہے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا قول آ جائے تو وہ بھی سر آنکھوں پر اور جب تابعین رحمہم اللہ میں سے کسی کا قول آ جائے تو وہ بھی آدمی ہیں ہم بھی آدمی ہیں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا قول لیا بھی جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا

ہے سوائے اس قبر والے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قول کو لیا ہی لیا ہے رد نہیں کرنا) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب صحیح حدیث آ جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ نیز فرماتے ہیں جب میری بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے خلاف ہو تو میری بات کو دیوار پر دے مار فرماتے ہیں۔ اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس کے سامنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ظاہر اور واضح ہو کر آ گئی تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس حدیث کو کسی کے قول اور رائے کی وجہ سے ترک کر دے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو حدیث کی سند سے واقف ہوتے ہیں کہ صحیح ہے پھر بھی وہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے قول کی طرف جاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(النور: ۶۳)

”جو لوگ اس کے قول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے اس بات سے کہ انہیں فتنہ یا عذاب الیم پہنچ جائے“۔

امام صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: میری تقلید ہرگز نہ کرنا اور نہ ہی اوزاعی رحمہ اللہ وسفیان رحمہ اللہ کی تقلید کرنا وہاں سے لینا جہاں سے انہوں نے لیا ہے (یعنی علم اور شریعت)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں پر آسمان سے پتھر برسیں اس لیے کہ میں کہتا ہوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو تم کہتے ہو کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا ہے۔ (فتح المجید: ۲۸۷، ۲۸۸)

علامہ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن پر فرض اور لازم ہے کہ جب اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جائے اور ان کے معنی سے بھی وہ واقف ہو جائے تو وہ ان پر عمل کرے۔ اگر چہ کوئی اس کی مخالفت ہی کیوں نہ کر رہا ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی حکم ہے علماء کا اس بات پر اجماع ہے سوائے جاہل مقلدین کے جبکہ مقلدین کو تو علماء میں شمار نہیں کیا جاتا۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ مقلدین کو علماء میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ (تیسیر العزیز الحمید: ٥٤٦،٥٤٧)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اتباع کرو بدعتی مت بنو۔ یہ تمہارے لیے کافی ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سلف صالحینؒ کے نقش قدم پر چلتے رہو اگر چہ لوگ تمہیں چھوڑ دیں اور لوگوں کی آراء سے خود کو بچائے رکھو اگر چہ وہ کتنی ہی خوبصورت باتیں کریں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جس کے پاس دلیل (یعنی قرآن وحدیث) نہیں وہ راہ سے بھٹک گیا ہے۔

نبوت کی گواہی کے تقاضے؟

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کتاب التوحید کی شرح میں فرماتے ہیں جس نے اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کا اقرار کرلیا یعنی یقین اور دل کی سچائی کے ساتھ یہ گواہی دے دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو پھر اس اقرار اور گواہی کا تقاضا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے۔ اس کے امر اور نہی کو اہمیت دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے معارض کسی شخص کا قول نہ اپنائے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر شخص کی بات میں خطاء کا امکان ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے خطاء سے محفوظ رکھا ہے اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اپنانے کا حکم دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے منع کیا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (احزاب:٣٦)

"کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ

وسلم) کسی کام کا فیصلہ کردیں تو ان کا کوئی اختیار رہو"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(النور:٦٣)

"ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں انہیں فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچے"۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیا آپ جانتے ہیں کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول کو انسان رد کردے گا تو ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں گمراہی اور کجی آجائے اور اس طرح وہ ہلاک ہوجائے (آج کل بہت سے لوگ صرف اس بنا پر حق کو چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتا ہے ایسے لوگوں کو گمراہی اور ہلاکت سے ڈرنا چاہیے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں لوگوں نے بہت کمی کردی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ان لوگوں کے اقوال کو مقدم کیا جارہا ہے جن سے خطا کا امکان ہے خصوصا علماء سے بھی یہ غلطی ہورہی ہے۔

(قرۃ عیون الموحدین: ٢٦)

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ابن رجب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی گہرائیوں سے محبت رکھتا ہے تو یہ محبت اس پر لازم کرتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیزوں کو اپنائے اور ان کے ناپسندیدہ کو ترک کردے جس بات سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں اس پر راضی رہیں اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی والی باتوں اور کاموں سے دور رہے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے کام کرتا رہے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہی تقاضا ہے۔ اگر اس نے کوئی ایسا کام کیا جو

اس کی محبت کے منافی تھا یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپسندیدہ عمل کیا یا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ترک کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اس کے دل میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم ہے لہٰذا اسے توبہ کرنی چاہیے اور اس محبت کی تکمیل کرنی چاہیے جو اس پر واجب اور لازم ہے تمام معصیات اس لیے پیدا ہوتی ہیں کہ انسان اپنی خواہشات کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مقدم رکھتا ہے اسی طرح بدعات پیدا ہونے کی بھی یہی وجہ ہے کہ خواہشات کو شریعت پر مقدم رکھا جائے، انسان پر یہ بھی لازم ہے کہ اگر وہ کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو یہ محبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے تابع ہونی چاہیے اس پر مقدم نہ ہو جس نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اسی کی خاطر نفرت کی۔ اسکی وجہ سے دیتا ہے اسی کی وجہ سے روکتا ہے تو اسی نے ایمان کی تکمیل کر لی۔ اور جس کی محبت و نفرت دینا نہ دینا صرف اپنی خواہش کی بنا پر ہو تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری ہے اس پر تو یہ لازم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی خواہش پر مقدم کرنا واجب ہے۔ (تیسیر العزیز الحمید: ٥٦٩، ٥٧٠)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ لوگوں میں آج کل یہ عادت عام ہوگئی ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی وجہ سے حق کو ٹھکراتے ہیں۔ رائے کی بنا پر حق کی مخالفت کرتے ہیں دراصل یہ ایمان و دین کے نقص کی علامت ہے۔ (مجموعہ رسائل والمسائل النجدیہ: ٤/ ٢٩٤)

شرک فی الطاعۃ سے اجتناب کرو

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کتاب التوحید کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے درویشوں اور راہبوں کی ایسی اطاعت جو اللہ کی نافرمانی کا سبب ہو یہ ان راہبوں اور درویشوں کی عبادت ہے یہ شرک اکبر ہے جسے اللہ معاف نہیں کرتا۔ (فتح المجید: ٣٩٠)

مزید فرماتے ہیں قسم ثالث شرک فی الاطاعت ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبۃ: ٣١)

”ان لوگوں نے اپنے علماء اور درویشوں اور عیسیٰ بن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا ہے حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں وہ پاک ہے ان کے شرک سے“

اس آیت کی واضح تفسیر یہ ہے کہ بندوں اور علماء کی اطاعت کرنا اگر چہ اللہ کی مخالفت ہو رہی ہو اس میں کسی کو پکارنا مراد نہیں ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تو اپنے علماء کی عبادت نہیں کرتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی عبادت سے مراد ان کی اطاعت کرنا۔ (مجموعۃ التوحید: ٥)

اسلام کی حقیقت (توحید کی حقیقت)

دین اسلام کی بنیاد کیا ہے؟

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اسلام کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

دین کی بنیاد دو چیزیں ہے۔

① **عبادت:** اس پر دوسروں کو بھی راغب کرنا اسی کی بنا پر تعلقات رکھنا اور اس کو ترک کرنے والے کو کافر سمجھنا۔

② اللہ کی عبادت میں شرک سے ڈرانا اور اس میں سختی سے کام لینا شرک کی وجہ سے ہی دشمنی کرنا۔ شرک کرنے والے کو کافر سمجھنا۔ (الدرر السنیۃ: ٢/ ٢٢)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ انسان اپنے دل اور اعضاء سے

اللہ کا اطاعت گذار بن جائے اس کی توحید کا اقرار کرے اسے ربوبیت والوہیت دونوں میں یکتا واکیلا مانے اپنے رب کی مرضی کو اپنی تمام خواہشات پر مقدم رکھے۔

(مجموعہ الرسائل والمسائل النجدیہ: ٤/٢٠٤)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یاد رکھو کہ اللہ کا دین یہ ہے کہ دل سے اعتقاد اور محبت ونفرت کا زبان سے اقرار اور کفر کے ترک اور اعضاء سے عمل کیا جائے۔ کفر کا سبب بننے والے عمل ترک کر دیئے جائیں اگر کسی نے ان میں سے ایک بھی کام کر دیا تو وہ کافر مرتد کہلائے گا۔

(الدرر السنیۃ: ١٠/٨٧)

کلمۂ توحید کا معنی سمجھے بغیر اقرار بے فائدہ ہے

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ کا اقرار اس طرح کرنا چاہیے کہ اس کے معنی کو سمجھتا ہو اس کے ظاہری وباطنی تقاضوں کو پورا کرتا ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد:١٩)

"جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (الزخرف:٨٦)

"مگر جس نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے ہیں"۔

بغیر معنی جانے اور تقاضوں پر عمل کیے بغیر کلمہ کا اقرار کوئی فائدہ نہیں کرتا اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ابوجہل اور دیگر سرداران قریش لا الہ الا اللہ کا معنی جانتے تھے مگر آج اکثر لوگ اس کے معنی سے لاعلم ہیں اور جو لوگ اس کا معنی جانتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے بلکہ اس کے تقاضوں کے منافی کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری توحید پر کوئی اثر نہیں پڑتا حالانکہ اس بیچارے کو معلوم کہ یہ

تو اسلام لانے کے بعد دوبارہ مرتد ہو چکا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اخلاص وسچائی کے ساتھ اس پر عمل کر لیا قبولیت، محبت اور اطاعت کے ساتھ تو اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اگر چہ کیسا ہی عمل کیوں نہ کرتا ہو۔ (قرۃعیون الموحدین: ٣٢)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جاہل کفار بھی (کلمہ کا معنی) جانتے تھے تو پھر تعجب ہے ان لوگوں پر جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کلمے کی تفسیر اتنی بھی نہیں جانتے جتنی کہ جاہل کفار جانتے تھے بلکہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دلی اعتقاد اور معنی کو سمجھے بغیر صرف کلمہ کا زبانی اقرار ہی کافی ہے اور اگر کوئی زیادہ سمجھداری کا دعوے دار ہے تو وہ صرف کلمہ کا اتنا معنی جانتا ہے اللہ کے علاوہ کوئی خالق، رازق، زندہ کرنے والا، مارنے والا، تدبیر کرنے والا کوئی نہیں ہے یہ لوگ جاہل کافروں کہ جتنا بھی کلمہ کا معنی نہیں جانتے۔ (الدرر السنیۃ: ١/٧٠)

مزید فرماتے ہیں: امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توحید کے لئے ضروری ہے کہ وہ دل سے ہو یعنی توحید کا علم ہو، زبان سے ہو یعنی اقرار، عملی ہو یعنی اللہ کے اوامر ونواہی کا نفاذ اگر ان میں سے ایک چیز بھی کم ہو گئی تو آدمی مسلمان نہیں رہتا (البتہ مرجئہ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف دلی اعتقاد کا نام ہے مگر ان کی یہ بات صحیح نہیں) اگر کسی نے توحید کا اقرار کر لیا مگر اس پر عمل نہ کیا تو وہ کافر ہے فرعون وابلیس کی طرح۔ اور اگر عمل کر لیا ظاہری طور پر مگر باطنی طور پر عقیدہ نہیں رکھا تو وہ خالص منافق ہے کفار سے بدتر ہے۔ (الدرر السنیۃ: ٢/١٢٤، ١٢٥)

نیز فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ کے معنی میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی چار چیزوں کی نفی ہے چار قسم کا اثبات ہے نفی ہے، الٰہ، طاغوت، انداد، ارباب کی۔

﴿الٰہ﴾ سے مراد ہے۔ جس سے نفع ونقصان کی امید رکھی جائے۔

﴿**طاغوت**﴾ جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو۔یا عبادت پرستش کا سبب بننے والے یا اس کے مشابہ امور اختیار کرنا جیسا کہ کسی بادشاہ کے لئے تعریف کے مخصوص الفاظ کے اس میں بہت زیادہ مبالغہ کیا جائے۔

﴿**انداد**﴾ جو چیز بھی انسان کو دین اسلام سے دور کرنے کا سبب بنے چاہے بیوی بچے ہوں یا گھر ہو، خاندان قوم قبیلہ ہو یا مال و دولت تو اسے انداد کہا جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ (البقرہ:۱٦۵)

’’کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ انداد (شریک) بناتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ سے کی جاتی ہے‘‘۔

ارباب: جو حق کے خلاف فتویٰ دے اور اس کی تصدیق کرے اس کو مانا جائے تو یہ کسی کو رب بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبۃ:۳۱)

’’ان لوگوں نے اپنے احبار و رہبان کو اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا ہے حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں وہ پاک ہے ان کے شرک سے‘‘

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے حق کے خلاف فتوے دیئے ہیں اور لوگوں نے انہیں تسلیم کیا ہے ان کا کہا مانا ہے اس دور کا سب سے پہلا شخص جسے لوگوں نے رب مانا ہے وہ طاغوت ہے القرضاوی، جس نے امت کو گمراہ کیا ہر چیز ان کے لیے حلال قرار دے دی عورت کے فتنے کو پھیلانے کا سبب بنا مرد و عورت کے میل جول کو جائز قرار دیا اس کے دیگر گمراہ کن خیالات اور فتاوے بھی ہیں

جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

① یہود، نصاریٰ اور دیگر کفار سے نرمی کا برتاؤ کرنا وہ کہتا ہے کہ ان تینوں گروہوں میں سے جو بھی مسلمانوں کے ساتھ صلح و امن سے رہنا چاہے ان سے دوستی کرنی چاہیے۔(الحلال والحرام:۳۰۷)

② ان کے آسمانی ادیان کا احترام کرنا چاہیے۔(الاسلام والعلمانیۃ:۱۰۱)

③ وہ ہمارے بھائی ہیں۔(نحو وحدت الفکریہ:۸۱)

④ ہماری جنگ یہودیوں کے ساتھ عقیدے کی بنیاد پر نہیں ہے۔(مجلہ البیان العدد ۱۲٤)

⑤ گمراہ اور بدعتی فرقوں اور افراد کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا چاہیے۔

(الصحوۃ الاسلامیہ بین الجحود والتطرف:۸۹)

⑥ آخرت میں اللہ کے دیدار کا انکار کرتا ہے جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے البتہ بدعتی فرقہ اشاعرہ کے طریقہ کے مطابق ثابت مانتا ہے۔(المرجعۃ العلیافی الاسلام:٦۲۸)

جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وجوہ یومئذ ناضرۃ الٰی ربہا ناظرۃ

’’بہت سے چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے‘‘

⑦ الخصائص العامۃ الاسلامیہ میں قرضاوی کہتا ہے کہ روافض سے دوستی کرنا چاہیے۔

حالانکہ رافضی قرآن میں عیب نکالتے ہیں اسے ناقص سمجھتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کو خدا مانتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر لعنت کرتے ہیں (نعوذباللہ) جبکہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مدح وستائش کی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

’’محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل

ہیں"

⑧ قرضاوی جمہوریت اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔ (الفتاوی المعاصرہ: ۲/۶۳۷)

حالانکہ جمہوریت کفر ہے اس لیے کہ یہ غیر اللہ کو تحکیم کا حق دیتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدۃ: ۴۴)

"جو اللہ کی نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں"۔

⑨ اس کا کردار و عمل بھی عقل پسندوں والا ہے جو کہ معتزلہ کے بقایا جات ہیں۔ اس لیے قرضاوی بعض صحیح احادیث کو اس بنیاد پر رد کرتا ہے کہ یہ قرآن اور عقل انسانی کے خلاف ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ۷)

"جو کچھ تمہیں رسول دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ"۔

قرضاوی نے جن احادیث کو رد کیا ہے ان میں سے چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

❶ مسلم میں حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہا تھا کہ ((ابی وایاك فی النار)) "میرا باپ اور تمہارا باپ جہنم میں ہیں" علماء کا اس پر اتفاق ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد جہنم میں ہیں) مگر قرضاوی کہتا ہے: "میں کہتا ہوں کہ عبد اللہ بن عبد المطلب نے کون سا گناہ کیا تھا جس کی پاداش میں اسے جہنم میں ڈال دیا گیا؟ حالانکہ وہ تو اہل الفترہ میں سے ہیں اور اہل فترہ کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان کی نجات ہوگی"۔ (کیف نتعامل مع السنہ النبویہ: ۱۶۲)

(نوٹ: اہل فترہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو دو نبیوں کے درمیان اس وقفہ میں پیدا ہوئے اور مر گئے جب کسی نبی کا دین موجود نہ تھا وحی نازل نہیں ہو رہی تھی مگر اہل فترہ والی روایت کی سند ضعیف ہے صحیح نہیں۔ مترجم)

❷ صحیحین میں حدیث مروی ہے ((یوتی بالموت کھیئۃ کبش املح)) "قیامت

میں موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لا کر ذبح کیا جائے گا" قرضاوی کہتا ہے یہ بات سب کو یقینی طور پر معلوم ہے عقل و نقل اس پر متفق ہیں کہ موت نہ تو مینڈھا ہے نہ بیل اور نہ ہی کوئی اور حیوان ہے (ایضاً)

❸ صحیحین میں حدیث ہے۔ ((لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ)) "وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے عورت کو اپنا سربراہ یا امور کا مختار بنالیا" قرضاوی کہتا ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی بات ہے جب حکومت مردوں کے ہاتھ میں ہوتی تھی اور یہ حکومت وہ زبردستی حاصل کرتے تھے جبکہ موجودہ دور میں ایسا نہیں ہے۔ (برنامج فی قناۃ)

❹ صحیح حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ((ما رأیت من ناقصات عقل ودین أسلب للب الرجل الحازم احداکن)) "میں نے ناقص العقل و دین اور سمجھدار آدمی کی عقل کو سلب کرنے والی تم میں سے زیادہ نہیں دیکھا" قرضاوی کہتا ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح کے طور پر کہا تھا اس طرح قرضاوی واضح طور پر احادیث کو رد کر رہا ہے اور اپنی عقل کو مقدم کر رہا ہے۔

❺ صحیح حدیث میں ہے کہ ((لایقتل مسلم بکافر)) "کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا" (اگر مسلمان نے کسی کافر کو قتل کر دیا تو بدلے میں قاتل مسلمان قتل نہ ہوگا) قرضاوی کہتا ہے۔ یہ رائے ہمارے زمانے کے لئے موزوں نہیں ہے اس رائے کو ترجیح دے کر ہم عذر کو باطل کر کے اور شریعت کا علم بلند کر رہے ہیں۔ (الشیخ الغزالی کما عرفتہ: ۱۶۸)

اس قرضاوی نے بوذا میں بت توڑنے کی بھی مخالفت کی تھی۔ مگر بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں ایسے بھی مبلغین ہیں جو قرضاوی کا دفاع کرتے ہیں اس کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں ہمارے خیال میں تو قرضاوی کا دفاع وہی شخص کر سکتا ہے جو توحید سے ناواقف ہو ورنہ یہ مذکورہ آراء قرضاوی

کے کفروارتداد پر واضح دلیل ہیں۔

توحید کے بارے میں چار باتیں ثابت ہیں۔

① مقصد یا ارادہ یعنی صرف ایک اللہ ہی کو ماننا مقصود ہو اس کی تعظیم اور محبت مطلوب ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (البقرہ:۱۶۵)

''جو لوگ مومن ہیں وہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں''۔

خوف وامید:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (یونس:۱۰۷)

''اگر اللہ آپ کو نقصان پہنچادے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرلے تو کوئی اس کے فضل کا دور کرنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا فضل پہنچادے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''

جس نے یہ سب کچھ جان لیا تو گویا اس نے غیر اللہ سے ناطہ توڑ لیا اب اس پر باطل کا غلبہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خبر دی ہے کہ اس نے بتوں کو توڑ ڈالا اور اپنی قوم سے بیزاری کا اعلان کردیا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ (الممتحنۃ:۴)

''تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھی بہترین نمونہ ہیں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو ان سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے

اس عمل کا انکار کرتے ہیں''۔

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی مشرک زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے مگر الہ اور رسول کا معنی نہ جانتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو روزے رکھتا ہو حج کرتا ہو مگر ان کی حقیقت سے واقف نہ ہو صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کررہا ہو شرک کا کوئی عمل نہ کرتا ہو اس آدمی کے عدم اسلام میں کسی کو کوئی شک نہیں یعنی یہ آدمی مسلمان نہیں ہے۔ فقہائے مغرب نے گیارہویں صدی یا اس سے قبل ایسے ہی ایک شخص کے بارے میں اس طرح کا فتوی دیا تھا۔ الدر الثمین فی شرح المرشد المعین میں مذکور ہے اس کی شرح میں لکھا ہے یہ وہ فتوی ہے جو ان فقہا نے انتہائی صراحت اور وضاحت سے دیا ہے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ (تیسیر العزیز الحمید: ۸۰،۸۱)

معبود کس کو کہتے ہیں؟

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الہ ہمارے زمانے میں اب سید، شیخ وغیرہ کو کہا جاتا ہے جنہیں لوگ پر اسرار بندے کہتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ نفع ونقصان کے اختیارات کے مالک ہیں جس نے بھی اس طرح کا عقیدہ کسی نبی یا غیر نبی کے بارے میں رکھا تو اسے الہ بنالیا۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مریم علیہا السلام کو الہ قرار دیا تھا۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (المائدہ:۱۱۶)

''جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ الہ بناؤ؟ عیسیٰؑ کہیں گے تو پاک ہے میرے لئے جائز نہیں کہ میں وہ بات کروں

جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے کہا ہوتا تو تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے میں نہیں جانتا
جو تیرے دل میں ہے تو غیب کو جانتا ہے"۔(مجموعۃ الرسائل و المسائل: ٤/ ٣٨)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب انسان جان لے اور سمجھ لے کہ الہ کا معنی معبود ہے اور عبادت کی حقیقت بھی سمجھ جائے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے کرنا اس کو الہ بنانا ہے اگر چہ اسے معبود یا الہ کا نام نہ بھی دے بلکہ اسے وسیلہ کہے سفارش کہے یا التجا کا نام دے مشرک مشرک ہی ہوتا ہے چاہے وہ تسلیم کرے یا نہ کرے جیسا کہ سود خور سود خور ہی ہوتا ہے چاہے وہ مانے یا نہ مانے اور اپنے اس فعل کو سود نہ کہے اسی طرح شراب پینے والا شرابی ہی ہے چاہے وہ خود کو شرابی مانے یا نہ۔

(عقیدۃ الموحدین: رسالہ الانتصار الحزب الموحدین:١٨)

شرک کا ارادہ نہ بھی ہو پھر بھی شرک شرک ہی ہے

محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے غیر اللہ کو پکارا، مردہ، زندہ، غائب کو یا اس سے مصیبت میں فریاد کی تو وہ مشرک کافر ہے اگر چہ اس نے اپنے اس عمل سے اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یا اللہ کے ہاں سفارش تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔ (الدرر السنیۃ: ١/ ٥٦٧)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس امت میں توحید کے مخالفین کی قسمیں ہیں یا تو طاغوت ہیں جو اللہ کی ربوبیت والوہیت میں مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور لوگوں کو بت پرستی کی طرف دعوت دے رہے ہیں یا مشرک ہیں جو غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور عبادت کے مختلف طریقوں سے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا وہ لوگ ہیں جن کو توحید میں کوئی شک ہے کہ یہی انسان پر لازمی ہے یا اللہ کی عبادت میں شریک کرنا جائز ہے؟ یا وہ جاہل و لاعلم لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ شرک اللہ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اکثر عوام اس طرح کے ہیں اس لیے کہ یا تو وہ جاہل ہیں

یا اپنے اسلاف کی تقلید کر رہے ہیں اس لیے کہ دین سے ناواقفیت زیادہ ہوگئی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا دین بھلا دیا گیا ہے۔(فتح المجید: ٣٧٠)

توحید اور شرک سے واقفیت ضروری ہے لاعلمی کوئی عذر نہیں

شیخ عبدالرحمٰن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: تعجب ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان کے سامنے کوئی شخص کلمہ کا معنی بیان کرتا ہے کہ اس کے معنی میں اگر اللہ کی وحدانیت کا اثبات ہے تو شرک کی نفی بھی ہے تو لوگ اس شخص کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا مکلف نہیں بنایا گیا ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اس توحید کی معلومات رکھنے کے پابند ہیں جس کے لیے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا گیا ہے تمام رسولوں کو بھیجا گیا ہے تا کہ اس توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیں اور شرک کی حقیقت بھی جان لیں جس کے مرتکب کی بخشش نہیں ہوگی اور نہ ہی اس سے لاعلمی کا عذر قبول کیا جائے گا۔ نہ ہی اس میں کسی کی تقلید جائز ہے اس لیے کہ یہی تو اسلام میں بنیادی چیز ہے۔

(عقیدۃ الموحدین رسالہ الانتصار الحزب الموحدین:١٦)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہی وہ توحید ہے جو نماز روزہ سے بھی زیادہ فرض ہے اور قیامت میں اللہ ان کی بخشش کرے گا جو موحد بن کر آیا ہوگا اور جو توحید سے لاعلم ہوگا اس کی بخشش نہیں ہوگی اگر چہ وہ کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ شرک ہی وہ عمل ہے جس کے مرتکب کو اللہ بخشتا نہیں۔ اللہ کے ہاں یہ قتل اور زنا سے بڑا گناہ ہے حالانکہ بعض لوگ اس کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔(الدرر السنیۃ: ٢٠/ ٧٧)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ نے مخلوق پر اپنی اطاعت فرض کردی ہے اور اپنے رسول کی اطاعت کا انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اپنے تنازعات میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں علما کا اتفاق ہے کہ توحید اور رسالت میں تقلید جائز نہیں ہے۔(الدرر السنیۃ: ١٠/ ٣٩٩)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ کو یہ معلوم ہے کہ جب شرک عبادت کے ساتھ مل جائے تو عبادت کو فاسد کر دیتا ہے۔ عمل کو باطل کر دیتا ہے اور شرک کا مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنمی بن جاتا ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ آپ پر سب سے زیادہ اہم ذمہ داری یہ ہے کہ شرک کے بارے میں معلومات کریں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو شرک کے اس شکنجے سے نجات دیدے۔

(الدرر السنیہ ۲/۲۲)

کفر بالطاغوت (کفر بالطاغوت کی اہمیت؟)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ نے واضح کر دیا ہے کہ عروۃ الوثقیٰ کو مضبوطی سے تھامنے کا مطلب ہے۔ کفر بالطاغوت آیت میں طاغوت کے انکار کو ایمان باللہ سے مقدم رکھا گیا ہے اس لیے بعض مرتبہ ایک شخص ایمان باللہ کا دعویٰ کرتا ہے مگر طاغوت کا انکار نہیں کرتا اس سے اجتناب نہیں کرتا اس طرح اس کا دعویٰ ایمان جھوٹا شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل:۳۶)

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو''

اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد تھا اپنی امت کو طاغوت سے بچانا اب جو شخص طاغوت سے نہیں بچتا وہ تمام انبیاء کی مخالفت کرتا ہے۔ (الدرر السنیہ: ۱۰/۵۰۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرہ:۲۵۶)

''جس نے طاغوت کا انکار کیا (کفر بالطاغوت کیا) اور اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے مضبوط کڑا تھام لیا جو کبھی ٹوٹتا نہیں''۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک لا الہ الا اللہ کو تھامنے والا شمار نہ ہوگا جب تک وہ طاغوت کا انکار نہ کر دے یہی وہ مضبوط کڑا ہے جو ٹوٹتا نہیں جس نے یہ عقیدہ نہیں رکھا تو وہ مسلمان نہیں ہے اس لیے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کو اپنایا ہی نہیں لہٰذا ہمیں غور کرنا چاہیے اور وہ عقیدہ اپنانا چاہیے جو ہمیں اللہ کے عذاب سے نجات دلائے یعنی لا الہ الا اللہ کا معنی مکمل طور پر تسلیم کر لے۔

(الدرر السنیہ: ۱۱/۲۶۳)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کے علاوہ جتنے معبود اور طاغوت ہیں جب تک ان سے اجتناب نہ کیا جائے ان کا جب تک انکار نہ کیا جائے اس وقت تک کسی کا اسلام صحیح نہیں ہو سکتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (البقرہ:۲۵۶)

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا اس نے مضبوط کڑا تھام لیا''۔

ظلم اکبر اور ظلم اصغر کا فرق واضح کرتے ہوئے شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک ظلم وہ ہے جس کا اگر ارتکاب کیا جائے یا طاغوت کی مدح کی جائے یا ان کا دفاع کیا جائے تو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اگر چہ وہ نماز پڑھتا رہے اور روزے رکھتا رہے دوسرا ظلم وہ ہے جو اسلام سے خروج کا سبب نہیں بنتا بلکہ یا تو اس کے مرتکب کو قصاص کے لئے پیش کر دیا جائے گا یا اللہ اسے معاف کر دے گا۔ کتنا واضح فرق ہے دونوں قسموں میں؟ (الدرر السنیہ: ۱۰/۵۲،۵۵،۵۶)

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: لا الہ الا اللہ کا معنی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے اس کا انکار کیا جائے اس سے اور اس کی پوجا کرنے والوں سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔ (تیسیر العزیز الحمید: ۱۵۲)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ کے معنی کی وضاحت یہ ہے کہ صرف اس کو

زبان سے ادا کرنے سے کسی کا مال اور جان محفوظ نہیں ہوں گے جب تک اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار نہ کیا جائے اگر اس میں شک کیا تو مال وجان پھر بھی محفوظ نہیں۔ (کتاب التوحید)

طاغوت کا معنیٰ

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابو بطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: لفظ **طاغوت** ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے۔ جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے اور ہر گمراہ کرنے والا جو باطل کی طرف دعوت دیتا ہو یا گمراہی اور باطل کی تعریف کرتا ہو اسی طرح **طاغوت** اسے بھی کہا جائے گا جسے **لوگ** اپنے فیصلوں کا اختیار دے دیں جس طرح کہ دورِ جاہلیت میں ہوتا تھا اور پھر وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتا ہو، کاہن، جادوگر، اور وہ مجاور جو مزارات کی طرف **لوگوں** کو بلاتے ہیں ان مزارات میں مدفون **لوگوں** کے بارے میں جھوٹے سچے واقعات اور کرامات سنا کر جاہلوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ ان مزارات میں دفن **لوگ** حاجتیں اور مرادیں پوری کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ان سے جو مانگا جائے یہ دیتے ہیں۔ اس طرح **لوگوں** کو شرک اکبر میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب **طاغوت** ہیں اور ان کا سربراہ سب سے بڑا **طاغوت شیطان** ہے (مجموعۃ التوحید: ۱۲۸)

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجاہد کا قول ہے کہ **طاغوت** انسان کی صورت میں شیطان ہوتا ہے جس کے پاس **لوگ** تنازعات کے فیصلے لیجاتے ہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **طاغوت** ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ اپنی حدود سے تجاوز کرے چاہے کسی کی اطاعت کر کے یا اتباع کر کے یا عبادت کر کے لہٰذا ہر قوم کا **طاغوت** وہ ہے جس کے پاس وہ اپنے تنازعات کے فیصلے لے جاتے ہیں اللہ و رسول کو چھوڑ کر یا اللہ کے علاوہ اسے پکارتے ہیں یا اس کی اتباع کرتے ہیں جبکہ اللہ کی طرف سے کوئی دلیل اس پر نہیں ہے۔ یا اس کی اطاعت کرتے ہیں یہ سب **طاغوت** ہیں دنیا کے جب آپ اس پر غور کریں گے اور **لوگوں** کی حالت پر نظر ڈالیں گے تو آپ دیکھ

لیں گے کہ اکثر **لوگ** اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر **طاغوت** کی عبادت اختیار کر چکے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری چھوڑ کر **طاغوت** کی تابعداری کر رہے ہیں۔ (تیسیر العزیز الحمید: ۴۹، ۵۰)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **طاغوت** تو بہت سارے ہیں مگر ان کے سرغنہ پانچ ہیں

① **شیطان:** غیر اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دینے والا۔

دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: **اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ** (یٰسین: ۶۰)

”اے بنی آدم کیا ہم نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے“

② **ظالم حکمران:** جو اللہ کے احکامات کو تبدیل کرتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (النساء: ۶۰)

”کیا آپ نے ان **لوگوں** کو دیکھا ہے جن کا خیال ہے وہ ایمان لائے ہیں اس پر جو تیری طرف نازل ہوا ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوا ہے وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے **طاغوت** کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ **طاغوت** کا انکار کریں شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں مبتلا کر دے“

③ **جو اللہ کے نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتا:** (موجودہ زمانے کے مسلم حکمرانوں کا کفر و ارتداد واضح ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے بلکہ مسلم ممالک میں انہوں نے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین رائج کر رکھے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدۃ:۴۴)

”جو اللہ کی نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں“۔

④ **جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے:**

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا O اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن:۲۶–۲۷)

”(وہ اللہ) عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پھر چلاتا ہے اس کے آگے پیچھے ایک نگران“۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

(الانعام:۵۹)

”اسی (اللہ) کے پاس ہیں غیب کی چابیاں انہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور جو کچھ سمندر میں ہے۔ نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ اسے جانتا ہے اور نہ ہی کوئی اناج کا دانہ زمین کے اندھیروں میں نہ تر یا خشک مگر واضح کتاب میں ہے“۔

⑤ **اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی جائے اور وہ اُس پر راضی ہو:**

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي

الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء:۲۹)

”اور جس نے کہا کہ میں اللہ کے علاوہ معبود ہوں تو اس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں“۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انسان صرف اسی وقت مومن بن سکتا ہے جب وہ **طاغوت** کا انکار کردے۔(الدرر السنیۃ: ۱۰/۱۶۱،۱۶۳)

طاغوت کے انکار سے کیا مراد ہے؟

شیخ محمد بن **عبد الوہاب** رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر **بالطاغوت** کا مطلب ہے کہ ہر اس چیز سے برأت کا اعلان کرنا جس کے بارے میں اللہ کے علاوہ کسی قسم کا عقیدہ رکھا جاتا ہو، چاہے وہ جن ہو، انسان ہو، درخت پتھر یا اور کوئی چیز ہو اور اس چیز کے کفر اور گمراہی کی گواہی دے اس سے **نفرت** کرے اگرچہ وہ باپ یا بھائی کیوں نہ ہوں، جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں صرف اللہ کی **عبادت** کرتا ہوں مگر کسی مزار یا مجاور، پیر فقیر وغیرہ کو کچھ نہیں کہتا تو یہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس کا اللہ پر ایمان نہیں ہے نہ ہی یہ **طاغوت** کا انکار کر رہا ہے۔(مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ: ۴/۳۳،۳۴)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: **طاغوت** سے **اجتناب** کا معنی ہے اس سے دلی طور پر دشمنی **نفرت** رکھنا اور زبان سے اس کی برائی بیان کرنا اور اگر **طاقت** ہو تو ہاتھ سے اس **طاغوت** کو ختم کرنا جو شخص **طاغوت** سے **اجتناب** کا دعویٰ کرے مگر مذکورہ کام نہ کرے تو وہ اس دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔

(الدرر السنیۃ: ۱۰/۵۰۲،۵۰۳)

محمد بن **عبد الوہاب** رحمہ اللہ کہتے ہیں: کفر **بالطاغوت** کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی **عبادت** کو باطل سمجھا جائے اسے چھوڑ دیا جائے۔ اس سے **نفرت** کی جائے اس کے ماننے **والوں** کو کافر سمجھا جائے ان سے دشمنی کی جائے (افسوس کی **بات** ہے کہ موجودہ دور کے علماء **لوگوں** کو بتاتے نہیں کہ **طاغوت** کیا

ہے؟) اللہ پر ایمان کا معنی ہے کہ اکیلے اللہ کو معبود ماننا عبادت کی تمام اقسام اس کے لیے خاص کرنا ہر اس معبود سے ان صفات کی نفی کرنا جس کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہو۔ اللہ کے خاص بندوں سے محبت اور دوستی کی جائے۔

مشرکین سے نفرت اور دشمنی کی جائے یہی وہ ملت ابراہیم ہے جس سے اعراض کرنے والے کو اللہ نے بیوقوف قرار دیا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ج اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ O كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنة:۴)

''تمہارے لئے بہترین نمونہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے (اس عمل کا) انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ظاہر ہو چکی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ''۔

(الدرر السنیۃ: ۱۰/۱۶۱)

منکرات پر خاموشی اس پر رضامندی کی دلیل ہے

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے: کہ ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واقدی نے لکھا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب العارض گئے تو دو سو فارس ان کے سامنے لائے گئے انہوں نے مجاعہ بن مرارہ کو تیرہ افراد سمیت پکڑ لیا جو کہ بنو حنیفہ میں سے تھے خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم اپنے ساتھی مسیلمہ کذاب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ اللہ کا رسول ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب کی گردنیں کاٹ دیں صرف ساریہ بن عامر رہ گیا اس

نے کہا خالد اگر تم اہل یمامہ کی بہتری چاہتے ہو تو مجاعہ کو چھوڑ دو مجاعہ معزز آدمی تھا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اور ساریہ کو زندہ چھوڑ دیا قتل نہیں کیا مگر دونوں کو قید کر لیا اور لوہے کے طوق انہیں پہنا دیئے گئے۔

پھر خالد رضی اللہ عنہ مجاعہ کو بلاتے اس سے پوچھتے کہ مسیلمہ کہاں ہے؟ مجاعہ کا خیال تھا کہ خالد مجھے بھی قتل کر دے گا تو اس نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا ابھی اسلام ہے یعنی میں بھی مسلمان ہوں میں نے کفر نہیں کیا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا قتل اور رہائی کے درمیان ایک درجہ بھی ہے وہ ہے قید جب تک کہ اللہ ہمارے تمہارے معاملے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتا (تم قید رہو گے) پھر مجاعہ کو اس کی بیوی ام متمم کے حوالے کر کے تاکید کی کہ قید کے دوران اس کا اچھی طرح خیال رکھو۔

مجاعہ سمجھا کہ خالد مجھے اس وقت تک قید رکھے گا جب تک میں مسیلمہ کا ٹھکانہ اور پتہ نہ بتا دوں اس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا ان کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی تھی میں آج بھی اس بیعت پر قائم ہوں اگر ہماری قوم میں سے کسی جھوٹے نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اللہ کا فرمان ہے کہ: ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴾ ''ایک کا گناہ کوئی دوسرا نہیں اٹھاتا'' (انعام:۱۶۴) خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے آج وہ مذہب چھوڑ دیا جس پر تم کل تھے۔ اس کذاب کے بارے میں تمہاری خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ تم اس کے عمل سے راضی ہو حالانکہ تم یمامہ کے معزز ترین لوگوں میں سے ہو تم اس جھوٹے نبی کا اقرار کرتے ہو اور اس کی شریعت پر راضی ہو کیا تم نے کوئی عذر پیش کیا ہے؟ کوئی بات ہم سے کی ہے؟ ثمامہ رضی اللہ عنہ نے اکیلے بات کر لی اور اس کذاب کا انکار کیا یشکری نے بات کی ہے اگر تم اپنی قوم سے ڈرتے تھے تو میرے پاس کیوں نہیں آئے یا میرے پاس کوئی پیغام کیوں نہیں بھیجا؟

اس واقعہ سے ثابت یہ کرنا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجاعہ کی خاموشی کو مسیلمہ کذاب کی شریعت پر رضامند تصور کیا اقرار و تائید قرار دیا۔ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو رضامندی

کا اظہار کرتے ہیں ساتھ دیتے ہیں مدد وتعاون کرتے ہیں مشرکین کے ساتھ طاغوت کے ساتھ بیٹھتے ہیں طاغوتوں کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں؟ (مجموعة الرسائل و المسائل النجدية: ٤/ ٢٩٢،٢٩٣)

مشرکین سے برأت اور ان کی تکفیر

اسلام اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک اولیاء اللہ سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی نہ رکھی جائے شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ (الانفال: ٧٣)

''جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی ہیں اگر تم ایسا نہ کرو تو فتنہ اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا''۔

علماء فرماتے ہیں فتنہ سے مراد شرک ہے اور فساد کبیر سے مراد مسلمانوں اور کافروں کا باہم میل جول رکھنا (اس کے بارے میں کیا خیال ہے جو کافروں کو جزیرہ عرب میں لے کر آیا ہے۔

جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے جبکہ یہاں مجوسی اور بوذی، نصرانی، یہودی سب کو لایا جا رہا ہے ان کا استقبال کیا جاتا ہے ان غیر مذہب ماہرین کو لا کر بسایا جاتا ہے اس سے بڑا فساد اور کیا ہے اور حدیث کی کتنی واضح مخالفت ہے) اس طرح نافرمان کے ساتھ اللہ کے فرمانبردار کا ملاپ بھی فساد ہے اس سے اسلامی نظام میں خلل واقع ہوتا ہے اور توحید میں کمزوری و اضمحلال پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں نہ اسلام صحیح طرح قائم رہتا ہے نہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا جا سکتا ہے نہ جہاد کا علم بلند کیا جا سکتا ہے یہ سب کچھ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب محبت بھی اللہ کے لیے ہو اور نفرت بھی، اللہ کے

دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے اس بارے میں بے شمار آیات واحادیث موجود ہیں مشہور ترین حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

((اوثق عرى الاسلام الحب في الله والبغض فيه))

''اسلام کا مضبوط ترین کڑا ہے اللہ کے لیے محبت اور اسی کی خاطر نفرت''

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

((أفضل الايمان الحب في الله والبغض فيه))

''بہترین ایمان ہے اللہ کی خاطر محبت اور اس کی خاطر نفرت''

ایک اور مرفوع حدیث میں ہے۔

((اللهم لا تجعل لفاجر عندي يدًا ولا نعمة فيوده قلبي فاني وجدت فيما اوحي اليّ)) [لاتجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله] (المجادلة: ٢٢)

''اے اللہ کسی فاجر کا مجھ پر کوئی احسان نہ رکھ نہ ہی میرا مددگار بنا اور نہ میرا دل اس کو پسند کرنے لگے گا۔ میرے پاس جو وحی آئی ہے اس میں اللہ کا یہ فرمان ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نہیں پائے گا ایسی قوم کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور پھر ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ ورسول سے دشمنی کرتے ہیں''

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل))

''آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ کس

سے دوستی کررہا ہے“

ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لا تصاحب الا مؤمنا و لا یأکل طعامك الا تقی))

”دوستی صرف مومن کے ساتھ کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار کھائے“

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لایحب رجل قوماً الا حشر معهم))

”جو کوئی جس قوم سے محبت کرے گا انہی کے ساتھ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ کا قرب حاصل کرو گناہ گاروں سے نفرت کے ذریعے اور ان سے ملاقات کرو تو ترش روئی کے ساتھ کرو اللہ کی رضا ان کی ناراضگی کے ذریعے حاصل کرو اللہ کا قرب حاصل کرو ان سے دوری اختیار کر کے۔عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ اللہ کی محبت حاصل کرو گناہ گاروں سے نفرت کر کے اور اللہ کا قرب حاصل کرو گناہ گاروں سے دوری اختیار کر کے اللہ کی رضامندی حاصل کرو گناہ گاروں کو ناراض کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں جس نے اللہ کے لئے محبت کی اسی کی خاطر نفرت کی اللہ کے لئے دوستی کی اسی کے لئے دشمنی کی تو وہ اللہ کی دوستی حاصل کرلے گا۔جب تک کسی بندے میں یہ خوبیاں نہ ہوں وہ ایمان کی چاشنی حاصل نہیں کرسکتا اگر چہ وہ بہت زیادہ نمازیں پڑھے اور کثرت سے روزے رکھے یعنی جب تک اس کی نفرت دوستی و دشمنی صرف اللہ کی خاطر نہ ہو وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پاسکتا فرماتے ہیں آج کل اکثر لوگوں کی دوستی کا معیار دنیاوی اغراض ہیں اور یہ اسے کسی قسم کا فائدہ نہیں دے سکتی۔ یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت کہی تھی جب خیر القرون کا زمانہ تھا اس کے بعد تو اس میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہا ہے بھلائیاں ختم ہوتی رہی ہیں۔

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

((لا یاتی علی الناس زمان الا والذی بعده شر منه))

”لوگوں پر جو بھی وقت آئے گا وہ پہلے والے کی بنسبت برا ہی ہوگا“

آج کل لوگوں کی دوستی، محبت، تعلقات کفر، شرک، نافرمانیوں کے ذریعے سے قائم ہیں، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ بہت زیادہ احتیاط سے کام لے اللہ کے دشمنوں سے میل جول نہ رکھے ان کے ساتھ اچھے تعلقات نہ رکھے نرمی کا برتاؤ نہ کرے نہ ہی ان کو اپنا راز داں بنائے نہ ان سے دوستی رکھے نہ ان سے خیر خواہی کی امید رکھے اس لیے کہ یہ اللہ کی ناراضگی اور غصے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ (آل عمران:۱۱۸)

”اپنے (مسلمانوں) کے علاوہ کسی کو دوست مت بناؤ“۔

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ نے اپنے مومن بندوں کو منع کیا کفار اور یہود کی دوستی سے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے بدعتیوں کو دوست بنانے یا ان سے کسی بھی قسم کا مشورہ کرنے سے یا اپنا کوئی معاملہ ان کے سپرد کرنے سے بھی منع کیا ہے ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں اس آیت میں اللہ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ منافقین کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہ دو اور مؤمنوں کے علاوہ ان منافقین سے دوستی بھی مت کرو یہ بھی کسی نے کہا ہے کہ جو شخص بھی تمہارے مذہب کے خلاف ہو اس سے دوستی یا اس کی طرف توجہ اور میلان اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا میل جول تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔(الدرر السنیۃ:۸/۴۴۷، ۴۵۰)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ ابن قیم رحمہ اللہ کے اس قول پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ ”شرک اکبر سے وہ شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو مشرکین سے صرف اللہ کی خاطر دشمنی رکھتا ہو اسلام کو برقرار اور قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ شرک کرنے والوں سے دشمنی رکھی جائے جو شخص ان

سے دشمنی نہیں رکھتا وہ انہی میں سے ہے اگر چہ خود شرک نہ بھی کرتا ہو۔

(عقیدۃ الموحدین: الکمات النافعۃ فی المکفرات الواقعۃ: ۲۶۷)

کافر سے دشمنی؟

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نواقض توحید سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: توحید کے نواقض میں سے دوسرا امر ہے اہل شرک کے لیے اپنے دل میں نفرت نہ رکھنا اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

(النحل: ۱۰۶)

”مگر جس نے کفر کے لئے اپنا سینہ کھول دیا تو ان پر اللہ کی طرف سے غضب ہے اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے“۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (النحل: ۱۰۷)

”اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا“

مشرک سے نفرت کرنا ضروری ہے جس نے ایسا نہیں کیا تو اس نے اپنی توحید کو باطل کر دیا اگر چہ خود شرک نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(المجادلۃ: ۲۲)

”آپ نہیں پائیں گے ایسی قوم جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور پھر وہ اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے دوستی کریں؟“۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اللہ نے یہ بتایا ہے کہ کوئی مؤمن ایسا نہیں ملے گا جو کافر سے دوستی رکھتا ہو جس نے کافر سے دوستی رکھی وہ مؤمن نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ دوستی جیسا رویہ رکھنا بھی حرام ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

عماد بن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب انہوں نے اپنے باپ کو بدر کی جنگ میں قتل کیا ﴿اَوْ اَبْنَآءَهُمْ﴾ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ جب انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے قتل کا ارادہ کیا ﴿ اَوْ اِخْوَانَهُمْ ﴾ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے جب ان کا بھائی عبید بن عمیر قتل ہوا ﴿اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے جب ان کا قریبی رشتہ دار قتل ہوا تھا بدر میں، حمزہ، علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم نے اس دن عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا تھا فرماتے ہیں کہ ﴿رضی اللہ عنھم و رضوا عنه﴾ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ”یعنی اللہ ان صحابہ سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں“ اس جملے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رشتہ داروں کے قتل پر بھی غمزدہ نہ ہوئے تو اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو اپنی رضامندی عنایت فرما دی ہے ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں بڑی کامیابی اور اپنا فضل ان کو دے دیا ہے انہیں دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کی خوشخبری دی ہے یہ سب کچھ ان لوگوں کے بدلے میں دیا گیا ہے جو شیطان کے ساتھی تھے اور شیطان کے ساتھی ہمیشہ نقصان میں رہتے ہیں: اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (مجادلۃ: ۱۹)

توحید کو باطل کر دینے والی تیسری چیز ہے مشرک سے دوستی، اس کی طرف جھکاؤ اس کے ساتھ کسی قسم کی مدد و اعانت، ہاتھ سے زبان سے یا مال سے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ (قصص: ۸۶)

”آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

رَبِّ بِمَآ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَکُوۡنَ ظَهِيۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِيۡنَ (القصص:١٧)

''میرے رب تو نے مجھ پر انعام کیا ہے تو میں مجرموں کا مددگار کبھی نہیں بنوں گا''۔

اسی طرح ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَنۡهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ قَاتَلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ وَاَخۡرَجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ وَظٰهَرُوۡا عَلٰٓى اِخۡرَاجِكُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡهُمۡ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ

(الممتحنة:٩)

''اللہ تمہیں منع کرتا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں نکالنے پر ایک دوسرے کی مدد کی (منع اس سے کرتا ہے) کہ ان سے دوستی مت کرو جس نے ان سے دوستی کی تو وہ ظالم ہے''۔

یہ اللہ کی طرف سے مؤمنین کو خطاب ہے اور اس امت کو ہے لہٰذا ہم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ ہم نے اس خطاب پر کہاں تک عمل کیا ہے۔ (مجموعة الرسائل المسائل النجدية: ٤/ ٢٩٠، ٢٩١)

اسلام میں داخل ہونے کے لیے مشرکین سے نفرت ودشمنی ضروری ہے

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص جس پر اللہ نے یہ احسان کیا ہے کہ اسے اسلام لانے کی توفیق دی ہے وہ یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہی حق ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ میں نے چھوڑ دیا ہے مگر میں مشرکوں کی مخالفت میں کچھ نہیں کہوں گا ان پر کوئی اعتراض نہیں کروں گا تو ایسے شخص کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے بلکہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان مشرکین سے نفرت کرے مشرکین سے محبت رکھنے والوں سے بھی نفرت کرے ان سے دشمنی رکھے ان کی مذمت کرتا رہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کہا تھا۔

قَدۡ كَانَتۡ لَـكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ O كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ (الممتحنة:٤)

''ہم تم اور تمہارے ان معبودوں سے بیزار و متنفر ہیں جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ہم تمہارے اس عمل کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور نفرت ظاہر ہوگئی ہے جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ''۔

شیخ رحمہ اللہ نے اس شخص کو مسلمان شمار نہیں کیا ہے جو مشرکین کی مخالفت نہیں کرتا جب کہ ہمارے ہاں توحید سے انحراف شروع ہو چکا ہے۔ مسلمان نوجوان ان تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کا نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم مکمل طور پر گمراہ کن ہے وہ طواغیت کی مدح اور تعریف پر مبنی ہے مسلمان نوجوان ان ممالک میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں جو شرک کے مراکز اور توحید سے نابلد ہیں ایسے میں مشرکین سے نفرت وعداوت آج کے مسلمان نوجوان کیسے کر سکتے ہیں ان کے اساتذہ کافر لادین وزندیق ہیں ان کے سامنے یہ مسلمان طلبہ بیٹھتے ہیں ان سے خوش گپیاں کرتے ہیں ان سے نفرت کیسے کر سکتے ہیں اور یہ سب کچھ دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ملتِ ابراہیم سے روگردانی کرنے والے کو بے وقوف قرار دیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا مسلک ہے ''كَفَرۡنَا بِكُمۡ'' کہ ہم تمہارے ان اعمال کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى

(البقرة:٢٥٦)

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا اس نے مضبوط کڑا تھام لیا''۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:٣٦)

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (وہ ان سے کہتا تھا) اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو''۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں اور انہیں حق سمجھتا ہوں مگر لات وعزی یا ابوجہل وغیرہ پر کوئی اعتراض نہیں کرتا مجھ پر ان کی مذمت کی ذمہ داری نہیں ہے۔تو ایسے شخص کا اسلام صحیح نہیں ہے (اب بھی اگر کوئی کہے کہ مجھ پر اس زمانے کے طاغوتوں کی مذمت لازم نہیں ہے تو اس کے اسلام کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟)۔(الدرر السنیۃ:١٠٩/٢)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ، ائمہ دین تمام اہل سنت اور گذشتہ وموجودہ علماء سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی شخص صرف اس صورت میں مسلمان ہوسکتا ہے جب وہ شرک اکبر سے پاک ہو اس سے بیزار ہو شرک اکبر کے مرتکب سے بھی برأت ونفرت اور دشمنی رکھتا ہو اپنی استطاعت وطاقت کے مطابق عمل صرف اللہ کے لیے خالص کر کرتا ہوں۔

(الدرر السنیۃ:٥٤٥/١١)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیٹے حسین اور عبداللہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں۔

گیارھواں مسئلہ: سوال یہ ہے کہ ایک شخص دین اسلام میں داخل ہوتا ہے اور اس کو پسند بھی کرتا ہے مگر مشرکوں سے دشمنی نہیں کرتا یا ان سے دشمنی تو رکھتا ہے مگر ان کو کافر نہیں سمجھتا یا کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں مگر میں ان لوگوں کو کافر نہیں کہہ سکتا جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں مگر اس کے معنی سے واقف نہیں ہیں۔دوسرا شخص ہے وہ بھی اسلام میں داخل ہوتا ہے اس کو پسند کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ میں مزارات کی مذمت نہیں کرتا اگرچہ جانتا ہوں کہ یہ نفع نقصان نہیں دے سکتے مگر میں انہیں کچھ نہیں کہتا؟

جواب: کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ توحید کو اچھی طرح نہ سمجھ لے

اس کے تقاضوں پر عمل نہ کر لے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتوں کی تصدیق نہ کر لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر ونواہی پر عمل نہ کر لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے اب جو شخص کہتا ہے کہ میں مشرکین سے دشمنی نہیں کرسکتا یا ان سے دشمنی رکھتا ہے مگر انہیں کافر نہیں سمجھتا یا کہتا ہے کہ میں ان لوگوں کی مذمت نہیں کرتا جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اگرچہ وہ کفر کرتے ہیں شرک کرتے ہیں اللہ کے دین سے دشمنی کرتے ہیں یا کہتا ہے کہ میں قبوں اور مزاروں کو بھی کچھ (برا) نہیں کہتا تو یہ شخص مسلمان نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ○ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا (النساء:١٥٠)

''کہتے ہیں کہ ہم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ درمیان کا کوئی راستہ اختیار کرلیں۔یہی لوگ حقیقی کافر ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے دشمنی اور ترک تعلق انہیں کافر سمجھنا واجب قرار دیا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(المجادلۃ:٢٢)

''آپ نہیں پائیں گے ایسی قوم جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتی ہو اور وہ اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے دوستی کرے''۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ (الممتحنۃ:١)

”ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ کہ ان سے محبت سے پیش آؤ ان لوگوں نے کفر کیا ہے اس حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تم کو نکالتے ہیں“۔ (مجموعه الرسائل المسائل النجدية: ۱/۳۸،۳۹)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ O وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ (المائدہ: ۸۰،۸۱)

”تم دیکھو گے بہت سے ان میں کہ دوستی کرتے ہیں کافروں سے بہت برا ہے جو یہ لوگ اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجتے ہیں اللہ کی ناراضگی ہے ان پر عذاب میں یہ ہمیشہ رہیں گے اگر ان کا ایمان اللہ پر نبی پر اور اس پر نازل ہونے والی شریعت پر ہوتا تو یہ ان (کافروں کو) کبھی دوست نہ بناتے مگر ان میں سے اکثر فاسق ہیں“۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ O يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ: ۵۱ اور ۵۴)

”ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جس نے ان کے ساتھ دوستی کی تو اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (۵۱)

ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے مرتد ہوا تو اللہ ایسی قوم لے آئے گا جو اس

سے محبت کرنے والی ہوگی اور اللہ ان سے محبت کرے گا ایمان والوں پر نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوگی۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والی“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا O الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (النساء: ۱۳۸،۱۳۹)

”منافقوں کو خبر دے دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں“۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ O ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ

(النحل: ۱۰۶،۱۰۷)

”جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا سوائے اس کے کہ جسے مجبور کیا گیا ہو۔ جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ البتہ جس نے شرح صدر کے ساتھ کفر کیا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے بدلے میں پسند کر لیا اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا“۔

یہ ہے اللہ کا حکم اس طرح کے لوگوں کے بارے میں اپنی کتاب میں متعدد بار انہیں مرتد قرار دیا ہے۔ (الدرر السنية: ۸/۲۸۸،۲۸۹)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: (دین حنیف پر قائم) حنفاء وہ اہل توحید ہیں جو ان

مشرکین سے علیحدہ رہتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے اہل توحید پر مشرکین سے دور رہنا اور انہیں کافر سمجھنا ان سے برأت کا اعلان کرنا لازم قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے اس نے کہا تھا۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّاO فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (مریم:۴۸،۴۹)

”میں تم سے اور اللہ کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو ان سے علیحدہ ہوتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکارنے سے بدقسمت نہیں بنوں گا۔ جب وہ ان سے اور ان کے معبودوں سے علیحدہ ہوگئے“۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا تھا۔

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ O كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنة:۴)

”ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے علاوہ تمہارے دیگر معبودوں سے ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ظاہر ہوگئی ہے ہمیشہ کے لئے جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ“۔

اصحاب کہف کا قول اس طرح مذکور ہے (آپس میں ایک دوسرے سے انہوں نے کہا)

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ (الکهف:۱۶)

”جب تم ان (مشرکین) سے الگ ہوجاؤ تو غار میں پناہ لے لو“۔

ان سب دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل توحید کی توحید صرف اس وقت مکمل ہوتی ہے جب وہ مشرکوں سے علیحدہ رہیں، ان سے دشمنی رکھیں انہیں کافر سمجھیں جس طرح کہ ابراہیم علیہ السلام نے کیا

تھا۔ (الدرر السنیة: ۱۱/۴۳۴)

علمائے نجد رحمہم اللہ میں سے بعض علماء نے تین امور ذکر کیے ہیں کہ کسی شخص میں اگر یہ پائے جائیں تو اس کا مال وخون جائز ہے اس کے خلاف جہاد کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ یہ تینوں امور نواقض اسلام ہیں ان میں سے۔

❶ مشرکین کو کافر نہ سمجھنا۔

❷ یا ان کے کفر میں شک کرنا۔

جس شخص میں یہ دو صفتیں پائی جائیں گی اسے کافر سمجھا جائے گا اس کا مال اور خون حلال ہے اس کا قتل واجب ہے جب تک کہ وہ مشرکین کو کافر نہ سمجھے۔ جو شخص مشرکین کو کافر نہیں سمجھتا تو وہ قرآن کی تصدیق کرنے والا نہیں ہے اس لیے کہ قرآن نے مشرکین کو کافر کہا ہے اور ان کو کافر سمجھنے کا حکم دیا ہے ان سے دشمنی کرنے ان سے قتال کا حکم دیا ہے۔ (الدرر السنیة: ۹/۲۹۱)

کہ کلمۂ توحید کے اقرار کے باوجود اس کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں مگر شرک پر اعتراض نہیں کرتے اسے برا نہیں سمجھتے مشرکین سے دشمنی نہیں رکھتے کچھ ایسے ہیں کہ توحید پر عمل کرتے ہیں مگر اس کی قدر نہیں جانتے۔ توحید کو چھوڑنے والوں سے نفرت نہیں کرتے نہ انہیں کافر سمجھتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو مشرکین سے دشمنی رکھتے ہیں مگر انہیں کافر نہیں سمجھتے ان میں سے کچھ ایسے ہیں ان سب میں زیادہ خطرناک ان لوگوں کا طرز عمل ہے جو توحید پر عمل تو کرتے ہیں مگر توحید کی قدر نہیں جانتے توحید کے تارک سے نفرت نہیں کرتے نہ ہی انہیں کافر سمجھتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے شرک کو چھوڑ دیا اس سے نفرت کی مگر اس کی حقیقت نہیں جانی اہل شرک سے دشمنی نہیں کی انہیں کافر نہیں سمجھا یہ لوگ انبیاء کی لائی ہوئی

شریعتوں کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ (الدرر السنیہ: ۲/۲۲)

امام ابن عقیل رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر تم اس دور کے مسلمانوں کو پہچاننا چاہتے ہو تو مساجد کے دروازوں کی بھیڑ مت دیکھو نہ ہی لبیک لبیک کی پکار کو دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ یہ اسلام دشمنوں کے مقابلے پر کتنے متحد ہیں؟ (الدرر السنیہ: ۸/۲۹۹،۳۰۰)

تکفیر اور اس کے احکام

کلمہ شہادت کا اقرار کب کسی کو تکفیر سے بچاتا ہے

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: موجودہ دور میں بہت سے مشرکین کو یہ غلط فہمی ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کو کافر کہہ دیا وہ خوارج میں شمار ہوگا موجودہ دور میں مرجئہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں جب کوئی اہل توحید کفریہ عمل پر کسی کو کافر قرار دیتا ہے تو یہ لوگ فوراً اس موحد کو خارجی کہنے لگتے ہیں حالانکہ شہادتین کو زبان سے ادا کرنا صرف اس شخص کو تکفیر سے بچا سکتا ہے جو اس کا معنی جانتا ہو اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہو عبادت خالصتاً اللہ اکیلے کے لئے کرتا ہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو تب اس کلمے کا اقرار فائدہ دیتا ہے۔ (الدرر السنیہ: ۱۲/۲۶۲)

ظاہر پر حکم لگانا

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: اہل علم اور اہل ایمان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے کفریہ قول زبان سے ادا کیا یا ایسا عمل کر لیا جو کفر یا شرک یا فسق کا تقاضا کرنے والا ہو تو اس شخص پر اس طرح کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ وہ شہادتین کا اقرار کرنے والا ہو اور کچھ اس کے ارکان بھی بجا لاتا ہو البتہ اسے اصلی کافر نہیں کہا جائے گا اس لیے کہ وہ شہادتین کا اقرار کر رہا ہے اور اس کے تقاضوں کی مخالفت نہیں کر رہا اور نواقض میں سے کوئی کام بھی نہیں کر رہا یہ ایسی بات ہے جو کم سے کم علم رکھنے والا بھی جانتا

ہے ہر مذہب کی مختصر کتابچوں اور ابتدائی کتابوں تک میں یہ باتیں موجود ہوتی ہیں۔

(مجموعۃ الرسائل و المسائل ۲/۲۲۵)

موحدین پر تکفیر کی تہمت

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان مشرکین میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جو اہل توحید کو کافر قرار دیتے ہیں اس لیے کہ یہ اہل توحید خالص توحید کو مانتے ہیں اور مشرکین کی مذمت کرتے ہیں۔ اس لیے لوگ ان کو کہتے ہیں کہ تم خوارج ہو بدعتی ہو جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کی حالت ذکر کی ہے کہتے ہیں "مجھے خوارج کے ساتھ کیوں مشابہ قرار دیتے ہو وہ تو صرف گناہ پر ہی کافر کہہ دیتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے دلائل کو سمجھا نہیں ہے جبکہ ہمارے مخالفین ہمیں ان باتوں پر کافر قرار دیتے ہیں جو توحید اور ایمان کا مقصود اصلی ہے۔ اب بھی لوگوں نے یہی راستہ اختیار کر رکھا ہے جب ہم کہتے ہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے گی صرف اس اکیلے ہی کو پکارا جائے گا صرف اس سے امید رکھی جائے اور اس پر توکل کیا جائے اسی طرح دیگر عبادات بھی صرف اللہ کے لئے مختص کی جائیں اور جس نے ان میں سے کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے کی وہ کافر ہے مشرک ہے تو لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم بدعتی ہو امت محمدیہ کو کافر قرار دیتے ہو تم خوارج ہو۔ (الدرر السنیہ: ۱۱/۴۴۸،۴۴۹)

ارتداد (مرتد ہوجانا)

ارتداد کی تعریف اور اس کی چند صورتیں؟

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرتد وہ ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے چاہے زبان سے کہے یا شک کر کے یا اعتقادی یا فعلی چاہے سوچ سمجھ کر کرے یا مذاق میں کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

أَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (التوبة:٦٥)

”کیا اللہ کے ساتھ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو؟“۔

☆ جس نے اسلام لانے کے بعد اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ کافر ہو گیا۔

☆ اگر حق کو ناپسند کرے تو کافر ہے۔

☆ اللہ کی ربوبیت یا وحدانیت کا منکر ہے تو کافر ہے۔

☆ اللہ کی کسی صفت کا انکار کرتا ہے تو کافر ہے۔

☆ یا نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو کافر ہے۔

☆ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو نبی مانتا ہے تو کافر ہے۔

☆ اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتا ہے تو کافر ہے۔

☆ یا اس چیز کا مذاق اڑاتا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو تو کافر ہے۔

☆ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرنے والا کافر ہے۔

☆ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی متفقہ شریعت سے نفرت کرتا ہے تو کافر ہے۔

☆ اللہ اور اپنے درمیان وسیلے اور واسطے مانتا ہے اور ان واسطوں پر بھروسہ کرتا ہے انہیں پکارتا ہے ان سے سوال کرتا ہے تو بالاجماع کافر ہے اس لیے کہ عمل بت پرستوں کے عمل کی طرح ہے جو کہتے تھے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر:٣)

”ہم انہیں صرف اس لیے پکارتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں“۔

☆ یا کسی بت کو، سورج کو، چاند کو سجدہ کیا تو کافر ہے۔

☆ یا اللہ کے نازل کردہ دین وشریعت کے ساتھ قولی یا فعلی مذاق کیا۔ یا قرآن کی توہین کی یا

اسلام کی مذمت کی تو کافر ہے۔

☆ اس لیے کہ اللہ کے ہاں دین صرف اسلام ہی ہے۔ یا جادو کیا یا کسی نجومی کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی یا قیامت میں اٹھائے جانے کی تکذیب کی تو کافر ہے۔

☆ یا ایسی کوئی بات کہہ دی جو اسلام سے خارج کر دینے والی ہو جیسا کہ کوئی کہے میں یہودی ہوں یا کہے کہ میں نصرانی ہوں، مجوسی ہوں یا کہے کہ میں اسلام یا قرآن سے بیزار ہوں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں یا صلیب کی پوجا کرے یہ فرقے بہت زیادہ ہو گئے ہیں انہوں نے بہت سے موحدین کے عقائد خراب کر دیئے اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں ان سے محفوظ رکھے جو مسلمان اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر کی اتباع کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ علماء کے ان اقوال پر غور کرے کہ انہوں نے ان مسائل پر اجماع نقل کیا ہے ان لوگوں کے بارے میں جو کلمہ شہادت کا اقرار کرتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں عبادت گذار ہیں مگر وہ اولیاء سے متعلق غلط عقائد رکھتے ہیں کچھ لوگ عبدالقادر جیلانی اور کچھ معروف کرخی وغیرہ کے بارے میں غلط عقائد کے قائل ہیں ان سے تعلق رکھتے ہیں یا خود کو ان کے مرید کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان اولیاء کا اللہ کے ہاں خاص مقام ومرتبہ ہے غور کریں کہ علماء نے ان لوگوں کے خلاف اجماع نقل کیا ہے کہ جس نے بھی اس طرح کا کام کیا وہ کافر ہے اگر چہ خود کو صوفی وغیرہ کہتا رہے۔

علماء سے ہم اس قسم کے فتوی کی امید رکھتے ہیں اگر رافضی ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں تو امام احمد بن حنبل ان کی تکفیر میں توقف کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقائد رکھتے ہیں تو انہیں کافر کہتے ہیں اگر چہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو کیا یہ فتوے صرف ان لوگوں کے لئے تھے جو گزر گئے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اہل اسلام کو کافر قرار دیا تھا؟

جولوگ علی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط عقائد رکھتے ہیں کیا وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے؟

اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی خیر خواہی چاہتا ہے دین کی مدد کرتا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرتا ہے اور اس بارے میں کسی قسم کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ (الدرر السنیۃ: ۱۰/۸۸، ۹۰)

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص تاتاریوں کی فوجی چھاؤنی میں گیا ان سے ملا تو وہ مرتد ہوگیا اس کا مال اور خون حلال ہے۔ (الدرر السنیۃ: ۸/۳۳۸)

(اگر اس جانے آنے سے انکی رضامندی مقصود تھی، دوستی مقصود تھی، تو بے شک کفر ہے)

اگر مرتد اسی حالت میں مرگیا تو بالاجماع اس کے اعمال برباد ہیں

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: فقہاء نے مرتد کے بارے میں لکھا ہے کہ آدمی کسی قول یا عمل

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

(البقرۃ: ۲۱۳)

''اور نازل کی ہے ان کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ تاکہ وہ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان ان مسائل وامور میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں''۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ

(النساء: ۱۰۴)

''ہم نے کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اس (بصیرت کے ساتھ) جو اللہ نے آپ کو دکھلادی ہے''۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 61

جولوگ علی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط عقائد رکھتے ہیں کیا وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے؟

اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی خیر خواہی چاہتا ہے دین کی مدد کرتا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرتا ہے اور اس بارے میں کسی قسم کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ (الدرر السنیۃ: ۱۰/۸۸، ۹۰)

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص تاتاریوں کی فوجی چھاؤنی میں گیا ان سے ملا تو وہ مرتد ہوگیا اس کا مال اور خون حلال ہے۔ (الدرر السنیۃ: ۸/۳۳۸)

(اگر اس جانے آنے سے انکی رضامندی مقصود تھی، دوستی مقصود تھی، تو بے شک کفر ہے)

اگر مرتد اسی حالت میں مرگیا تو بالاجماع اس کے اعمال برباد ہیں

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 62

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

(البقرۃ: ۲۱۳)

''اور نازل کی ہے ان کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ تاکہ وہ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان ان مسائل وامور میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں''۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ

(النساء: ۱۰۴)

''ہم نے کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اس (بصیرت کے ساتھ) جو اللہ نے آپ کو دکھلادی ہے''۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗ اِلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:۱۰)

"تم جس بات میں بھی اختلاف کرو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف لے جانا ہے"۔

جو لوگ اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اللہ نے انہیں ظالم ، فاسق کافر کہا ہے۔

❶ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:۴۴)

"جو اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں"۔

❷ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ:۴۵)

"جو اللہ کی نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ ظالم ہیں"۔

❸ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدہ:۴۷)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ فاسق ہیں"۔

بعض صورتوں میں انسان اگر اللہ کے دین وشریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ان میں سے چند صورتوں کا یہاں تذکرہ کر رہے ہیں۔

① جس نے اللہ کے نازل کردہ دین وشریعت کے علاوہ کوئی اور شریعت بنالی حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کو شریعت سازی میں اکیلا ماننا واجب ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (اعراف:۵۴)

"یاد رکھو کہ اللہ ہی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا بابرکت ہے اللہ جو کہ رب العالمین ہے"۔

وہی ایک اللہ ہے جو اکیلا شریعت ساز ہے حلال حرام کرنے کا اختیار رکھتا ہے لہذا دین ۔نظام قانون وہی ہوگا جو اللہ نے دیا ہو کسی اور کو اختیار نہیں کہ وہ کسی قسم کی شریعت سازی کرے۔شریعت بنانا

صرف ایک اکیلے اللہ کا حق ہے جس نے اللہ سے یہ حق چھیننے کی کوشش کی وہ کافر مشرک ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ:۲۱)

"کیا ان کے ایسے شرکاء ہیں جو ان کے لئے شریعت بناتے ہیں (جبکہ) اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبۃ:۳۱)

"انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا اور عیسیٰ بن مریم کو بھی حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود (اللہ) کی عبادت کریں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ پاک ہے اس سے جو یہ شریک کرتے ہیں"۔

اس آیت میں جن احبار و رہبان کا ذکر ہے یہ لوگوں کے لئے شریعت بناتے تھے اللہ کی شریعت کے علاوہ لہذا یہ کافر تھے ان کے کفر میں کسی قسم کا شک نہیں اس لیے انہوں نے اللہ سے اس کے حق ربوبیت کو چھیننے اور اس کے دین وشریعت کو بدلنے کی کوشش کی ۔(انظر الشریعہ الالھیہ:۱۷۹،۱۸۲)

جب اللہ کے دین وشریعت کے علاوہ کوئی شریعت بنانے والوں کی تابعداری کرنا شرک ہے اور اللہ نے ان متبعین کو مشرک کہا۔

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ (العام:۱۲۱)

"اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو تم مشرک ہو گئے"

(تفسیر ابن کثیر:۱۶۳/۲۔فتاوی ابن تیمیہ: ۷/ ۷۰۔أضواء البیان للشنقیطی:۳/ ۴۴۰)

تو پھر خود ان شریعت بنانے والوں کو کیا کہا جائے گا؟ طاغوت چاہے قدیم زمانے کے ہوں یا موجودہ دور کے سب نے اللہ کے حق امر و نہی اور شریعت سازی کو چھیننے کی کوشش کی ہے اور اللہ کی طرف سے ان کو ایسی کوئی دلیل بھی نہیں جس کی بنا پر یہ اپنے لیے حق امر، نہی و شریعت سازی ثابت کر سکیں۔ احبار و رہبان نے اپنے بارے میں دعویٰ کیا (کہ اس کا حق ہمیں حاصل ہے) انہوں نے کچھ چیزیں حلال کچھ حرام کر دیں اس طرح اللہ کے بندوں پر تسلط حاصل کر لیا اور خود اللہ کے برابر بن گئے۔ ان کے بعد بادشاہوں نے خود کو اس کا حق دار سمجھا اور احبار و رہبان اور اپنے درمیان اس حق کو تقسیم کر دیا (دونوں **طبقات** مل کر شریعت بناتے رہے اور عوام کو اپنا غلام بھی بنائے رکھا) پھر ان کے بعد **لادین لوگوں** کا طبقہ آیا جس نے دونوں گروہوں سے یہ حق چھین کر عوام کے ہاتھ میں دے دیا اور جن کے ہاتھ میں یہ حق دیا ان کے اجتماع کو اسمبلی یا پارلیمنٹ کا نام دے دیا۔

② (دوسری **صورت** اسلام سے خارج کرنے والی یہ ہے کہ) اللہ کے دین و شریعت کے علاوہ دوسرے **قانون** کے مطابق فیصلہ کرنے والا اللہ کی شریعت کے زیادہ حق دار ہونے کا انکار کر دے (یعنی وہ یہ کہے کہ اللہ کی شریعت اس **بات** کے زیادہ لائق و حق دار نہیں کہ اس کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا کہ یہ **عمل** دراصل اللہ کی شریعت کا انکار ہے اس **بات** پر اہل علم کا اتفاق ہے اور ان کے ہاں متفقہ اصول کا درجہ رکھتا ہے کہ جس نے اسلام کے اصولوں میں سے کسی اصول کا انکار کر دیا یا کسی متفقہ فرع کا انکار یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی حصے کا انکار کیا تو وہ کافر ہے **ملت** اسلام سے خارج ہے۔

(تحکیم القوانین للشیخ ابن ابراھیم: ٦)

③ غیر اللہ کی شریعت و قانون پر فیصلہ کرنے والا اللہ کی شریعت کے زیادہ حق دار ہونے کا انکار تو نہیں کرتا مگر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ غیر کا قانون زیادہ مناسب و متوازن ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی شریعت سے تو ایسا شخص بھی بلا شک و شبہ کافر ہے۔

④ غیر اللہ کے قانون کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے **قانون** سے بہتر تو نہیں سمجھتا مگر اس کے برابر سمجھتا ہے تو یہ **صورت** بھی پہلی والی دونوں صورتوں کی طرح ہے کہ ایسا شخص کافر ہے **ملت** اسلام سے خارج ہے۔

⑤ جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مخالف حکم کو بھی جائز سمجھتا ہو ایسا شخص بھی پہلے والے کی طرح کافر ہے۔

⑥ غیر شرعی عدالتیں شریعت کے مخالف اور اس کے احکام کے معارض سب سے بڑی **صورت** یہی ہے شرعی فیصلوں کو ختم کر دینے میں مدد و تعاون کرنے والی بلکہ شریعت کو جڑ سے اکھیڑنے والی **صورت** ہے۔ شرعی عدالتوں کے خاتمے کا سبب ہے اس کی **جزئیات** و اقسام اس کی بنیادیں و مراکز و مصادر اور سہارے ہیں جس طرح شرعی فیصلوں کے مراجع اور بنیادیں **کتاب** و سنت ہیں ان عدالتوں کے مراجع و مصادر مختلف و بے شمار آئین **و قوانین** ہیں جیسا کہ فرانسیسی قانون امریکی قانون برطانوی قانون۔ اسی طرح ان عدالتوں کے ماخذ بھی بعض بدعی مسالک ہیں جو خود کو شریعت کی طرف منسوب کرتے ہیں اب یہ عدالتیں اسلامی ممالک میں قائم ہیں ان کے دروازے ہر **وقت** کھلے ہیں **لوگ** جوق در جوق ان کی طرف آ رہے ہیں اور جج **کتاب** و سنت کے خلاف غیر اسلامی **قوانین** کے مطابق **فیصلے** کر رہے ہیں انہی **قوانین** کو **لازم** پکڑا ہے اسی کے معترف ہیں اسی کو ضروری قرار دے رکھا ہے اس سے بڑھ کر کفر کیا ہو سکتا ہے **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کو ختم کرنے والی اس سے بڑھ کر اور کیا **بات** ہو سکتی ہے۔ ہماری ان باتوں کی تائید میں بہت سے **تفصیلی** دلائل ہیں یہ موقع ان کے ذکر کا نہیں ہے **عقل** مند ذہین اور صاحبان **بصیرت** مسلمان کس طرح برداشت کر رہے ہیں کہ ان پر انہی جیسے انسانوں کے بنائے ہوئے **قوانین** لاگو کیے جائیں انہی جیسے انسانوں کے افکار ان پر **لازم** قرار دیئے

جائیں بلکہ ان سے بھی کمتر انسانوں کے افکار کہ جن سے غلطی کرنے کی گنجائش ہر وقت موجود ہے بلکہ ان کی غلطیاں ان کے صحیح کاموں سے زیادہ ہیں بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ان کے فیصلوں میں کوئی فیصلہ اور حکم صحیح ہے ہی نہیں سوائے اس کے جو قرآن وسنت کے موافق ہو ان دونوں سے اخذ شدہ ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی دلیل پر قائم ہو مسلمانوں نے ان لوگوں کو اتنے اختیارات دے رکھے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے مال، جان اور عزتوں کے فیصلے کرتے ہیں انہیں اس بات کی کوئی فکر یا احساس واہمیت نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق فیصلے کریں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ہی وہ واحد قانون ہے جو ہر قسم کی خطا سے پاک ہے اس میں کسی بھی راستے سے باطل داخل نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ اس اللہ کا نازل کردہ ہے۔ جو حکیم اور قابل تعریف ہے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:۴۴)

"جو اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں"۔

(تحکیم القوانین للشیخ ابن ابراھیم)

آج کل مسلم ممالک میں یہی کچھ ہو رہا ہے خصوصاً عرب ممالک میں جہاں تجارتی، عسکری، صنعتی قوانین (غیر اسلامی) ہیں اور تمام فیصلے ان قوانین کے مطابق ہوتے ہیں۔ انفرادی فیصلے شریعت کے مطابق کیے جاتے ہیں اور باقی امور کے فیصلے مخلوط قوانین کے ذریعے ہوتے ہیں شیخ ابراہیم رحمہ اللہ نے انہیں سخت ترین کفر قرار دیا ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔ ہم ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جو اس طرح کے فیصلے کرتے ہیں یا کرواتے ہیں۔

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنۃ:۴)

ہم تمہارے ان (اعمال) کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی ونفرت ظاہر ہو چکی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔

⑦ گاؤں دیہاتوں میں یا قبائل میں سردار، رئیس، وڈیرے چوہدری یا پنچائیت اپنے آباء واجداد کے رسم ورواج کے مطابق فیصلے کرتے ہیں سارے تنازعات انہی کے پاس لے جائے جاتے ہیں یہ جاہلیت کے طرز پر قائم طریقہ ہے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے روگردانی ہے اکثر قبائل میں یہ طریقہ رائج ہے ہم اس قسم کے کفر سے بھی اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(تحکیم القوانین للشیخ ابن ابراھیم)

غیر اللہ کے فیصلے کی طرف دعوت طاغوت کی دعوت ہے

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کتاب التوحید کی شرح میں لکھتے ہیں: جس نے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے حکم یا فیصلے کی طرف دعوت دی تو یہ طاغوت کی طرف دعوت کہلائے گی۔

(تیسیر العزیز الحمید: ۵۵۶)

اس طرح کی طاغوت کی طرف دعوت کفر ہے انسان کو ملت سے خارج کر دیتی ہے۔ جب کہ ہم تو ایسے دور میں ہیں کہ جس میں طواغیت کی کثرت ہے اور ان کے حکم کی طرف دعوت بھی دی جاتی ہے ان طواغیت میں سے عالمی عدالت انصاف سلامتی کونسل اور نیو ورلڈ آرڈر وغیرہ ہیں جو کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف فیصلے کرتے ہیں بلکہ بہت سے ایسے ملک جو دعویٰ اسلامی حکومت کا کرتے ہیں مگر فیصلے طاغوتوں سے کرواتے ہیں ان تمام طواغیت میں بنیادی طاغوت وہ ہے جو اللہ کے دیگر قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے یا کروانے کی طرف دعوت دیتا ہے اس طرح کے طاغوت سے براءت کا اعلان اور اس کو کافر سمجھنا لازم ہے۔

شیخ عبداللہ بن حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں: شریعت اسلامی نے تمام مشکلات کا حل اور ان کی وضاحت

پیش کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (انعام:٣٨)

''ہم نے کتاب (قرآن) میں کسی چیز کی کمی نہیں کی''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

(نحل:٨٩)

''ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل کی ہے ہر چیز کی مکمل وضاحت ہے۔ ہدایت ٗ رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے''۔

لازمی ہے اس لیے کہ یہ لا الہ الا اللہ کی گواہی کا تقاضا ہے اور ہر مؤمن کے لئے اس کے بغیر چارہ نہیں جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور پھر تنازعات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی طرف فیصلہ لے گیا تو وہ اپنی اس گواہی میں جھوٹا ہے۔(تیسیر العزیز الحمید: ٥٥٤،٥٥٥)

شیخ عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو بھی اللہ کی شریعت کے بغیر فیصلے کرتا ہے وہ طاغوت ہے۔(تیسیر الکریم الرحمن: ١/٣٦٢)

انسانوں کے قوانین سے فیصلے کرانا طاغوت سے فیصلہ کروانا ہے

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی شریعت کو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے بدلنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ ان قوانین پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل نہیں ہے ان لوگوں کو قانون ساز کہنا

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 69

پیش کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (انعام:٣٨)

''ہم نے کتاب (قرآن) میں کسی چیز کی کمی نہیں کی''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

(نحل:٨٩)

''ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل کی ہے ہر چیز کی مکمل وضاحت ہے۔ ہدایت ٗ رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے''۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 70

لازمی ہے اس لیے کہ یہ لا الہ الا اللہ کی گواہی کا تقاضا ہے اور ہر مؤمن کے لئے اس کے بغیر چارہ نہیں جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور پھر تنازعات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی طرف فیصلہ لے گیا تو وہ اپنی اس گواہی میں جھوٹا ہے۔(تیسیر العزیز الحمید: ٥٥٤،٥٥٥)

شیخ عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو بھی اللہ کی شریعت کے بغیر فیصلے کرتا ہے وہ طاغوت ہے۔(تیسیر الکریم الرحمن: ١/٣٦٢)

انسانوں کے قوانین سے فیصلے کرانا طاغوت سے فیصلہ کروانا ہے

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی شریعت کو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے بدلنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ ان قوانین پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل نہیں ہے ان لوگوں کو قانون ساز کہنا

طاغوت کے ماننے والے اسے مجبوری ظاہر کرتے ہیں

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب اسلام اپنے ابتدائی دور کی طرح پھر اجنبی ہوگیا (کمزور ہوگیا) تو اس کی حقیقت سے ناواقف لوگوں نے رحمت کے اسباب کو عذاب کے اسباب سمجھ لیا اور الفت واجتماعیت کے ذرائع کو اختلاف وافتراق کا سبب مان لیا اور جس سے انسانی جان کی حفاظت ہوتی تھی اسے خون بہانے کا سبب سمجھ لیا ان لوگوں کی طرح جن کے بارے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (اعراف:۱۳۱)

"جب انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو یہ اسے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے ہیں۔خبردار ان کی بدشگونی اللہ کے پاس (لکھ دی گئی) ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے"

اسی طرح وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے انبیاء کے تابعداروں سے کہا تھا۔

اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ O قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (یٰسین:۱۸-۱۹)

"ہم تمہیں نامبارک خیال کرتے ہیں اپنے لئے اگر تم نہیں رکے تو ہم تمہیں رجم کردیں گے اور تم کو ہماری طرف سے دردناک سزا ملے گی، انہوں نے کہا کہ تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہی ہے اگر تم نصیحت حاصل کرو مگر تم اسراف کرنے والی قوم ہو"۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اسلامی شریعت کو نافذ کرنے سے قتال یا مخالفت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے باہمی اتفاق واتحاد صرف طاغوت کی حکومت سے ہی ممکن ہے تو ایسا کہنے والا کافر ہے اللہ اور اس کے

تمام رسولوں کا دشمن ہے اس لیے کہ یہی وہ عقیدہ تھا قریش جس کے قائل تھے ان کا عقیدہ تھا کہ صحیح وہی کچھ ہے جس پر ہمارے آباواجداد تھے نہ کہ وہ جو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لائے ہیں۔

جب یہ ثابت ہوچکا کہ طاغوت سے فیصلے کروانا کفر ہے۔

تو اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (بقرہ:۲۱۷)

"کفر قتل سے بھی برا ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (بقرہ:۱۹۱)

"یعنی کفر قتل سے بھی بڑھ کر ہے"۔

فتنہ سے مراد کفر ہے۔اگر دیہاتوں اور شہروں کے باشندے باہم لڑ پڑیں یہاں تک کہ سب ختم ہوجائیں تو یہ کم جرم ہے بنسبت اس کے کہ یہ طاغوت کو اپنا حاکم تسلیم کرلیں اور وہ شریعت کے خلاف فیصلے کرتا رہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب طاغوت کو حکم ماننا کفر ہے اور تنازعات دنیا کی خاطر ہوتے ہیں تو پھر یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ دنیا کی خاطر کفر کیا جائے؟ جب کہ کوئی انسان اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام دیگر کی بنسبت زیادہ ہو اگرچہ اس محبت کے لئے ساری دنیا ہی کیوں نہ چھوڑنی پڑے تب بھی طاغوت سے فیصلے کروانا جائز نہیں ہے اگرچہ کوئی کتنا ہی مجبور کیوں نہ کرے یا یہ اختیار دے دے یا تو طاغوت کے پاس فیصلہ لے جاؤ یا اپنی دنیا خرچ کرلو تو ساری دنیا خرچ کردینا قربان کردینا بہتر ہے مگر طاغوت کو حاکم وحکم بنانا جائز نہیں ہے۔(الدرر السنیۃ:۱۰/۹، ۵۱۰،۵۱۱)

وضعی قوانین کا نفاذ کفر ہے ملت سے خارج کر دینے والا ہے اگر چہ اس کے ماننے اور نافذ کرنے والے شریعت کو بہتر ہی کیوں نہ قرار دیتے ہوں

شیخ محمد ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو لوگ کفر دون کفر کہتے ہیں وہ اس وقت ہے جب غیر اللہ کے پاس فیصلہ لے جایا جائے مگر عقیدہ یہی ہو کہ یہ نافرمانی ہے اور اصل حق اللہ کی شریعت ہے اور یہ نافرمانی بھی ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو قوانین کو نافذ کرتے ہیں ان کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ کفر ہے اگر چہ وہ اسے اپنی غلطی کہیں اور شریعت کو ہی بہتر سمجھیں ان قوانین کو مرجع بنانا کفر ہے ملت سے اخراج کا سبب ہے۔ (مجموعہ رسائل فتاوی شیخ ابراھیم: ۱۲/ ۲۸۰)

شیخ ابراہیم سے سوال کیا گیا کہ جن مسلم ممالک میں یہ قوانین نافذ ہیں وہاں سے ہجرت کرنا واجب

ہیں اسلام سے خارج ہونے کے لئے یہی اعمال کافی ہیں۔ (الدرر السنیة: ۹/ ۲۰۷)

جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا صریح کفر ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو گروہ یا جماعت فرض نمازوں سے روکے یا روزہ، حج سے منع کرے یا مال اور جان کی حفاظت سے منع کرے یا شراب، زنا، جوا کی حرمت سے یا نکاح محرمات کی حرمت سے منع کرے یا جہاد کے لزوم سے منع کرے یا اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے سے روکے یا ایسے ہی دیگر ان امور سے منع کرے جو دین کے واجبات میں سے ہیں یا ان محرمات میں سے ہیں جن کے انکار کی اجازت کسی کو نہیں ہے اور ان کے منکر کو کافر قرار دیا جاتا ہے تو ایسی جماعت کے خلاف قتال کیا جائے گا اگر چہ ان باتوں کے اقراری ہی کیوں نہ ہوں یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 73

وضعی قوانین کا نفاذ کفر ہے ملت سے خارج کر دینے والا ہے اگر چہ اس کے ماننے اور نافذ کرنے والے شریعت کو بہتر ہی کیوں نہ قرار دیتے ہوں

شیخ محمد ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو لوگ کفر دون کفر کہتے ہیں وہ اس وقت ہے جب غیر اللہ کے پاس فیصلہ لے جایا جائے مگر عقیدہ یہی ہو کہ یہ نافرمانی ہے اور اصل حق اللہ کی شریعت ہے اور یہ نافرمانی بھی ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو قوانین کو نافذ کرتے ہیں ان کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ کفر ہے اگر چہ وہ اسے اپنی غلطی کہیں اور شریعت کو ہی بہتر سمجھیں ان قوانین کو مرجع بنانا کفر ہے ملت سے اخراج کا سبب ہے۔ (مجموعہ رسائل فتاوی شیخ ابراھیم: ۱۲/ ۲۸۰)

شیخ ابراہیم سے سوال کیا گیا کہ جن مسلم ممالک میں یہ قوانین نافذ ہیں وہاں سے ہجرت کرنا واجب

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 74

ہیں اسلام سے خارج ہونے کے لئے یہی اعمال کافی ہیں۔ (الدرر السنیة: ۹/ ۲۰۷)

جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا صریح کفر ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو گروہ یا جماعت فرض نمازوں سے روکے یا روزہ، حج سے منع کرے یا مال اور جان کی حفاظت سے منع کرے یا شراب، زنا، جوا کی حرمت سے یا نکاح محرمات کی حرمت سے منع کرے یا جہاد کے لزوم سے منع کرے یا اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے سے روکے یا ایسے ہی دیگر ان امور سے منع کرے جو دین کے واجبات میں سے ہیں یا ان محرمات میں سے ہیں جن کے انکار کی اجازت کسی کو نہیں ہے اور ان کے منکر کو کافر قرار دیا جاتا ہے تو ایسی جماعت کے خلاف قتال کیا جائے گا اگر چہ ان باتوں کے اقراری ہی کیوں نہ ہوں یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ نصوص پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہوا ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مانعین زکوٰۃ اور علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے قتال پر جبکہ اہل بصرہ و اہل شام کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کیا گیا نصوص سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ تو ہے مگر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ: ۲۸/۵۰۲، ۵۰۴)

کافر بنا دینے والے طاغوت کی اطاعت

ایک معاصر عالم کا قول ہے (طاغوت کی اطاعت میں سے یہ بھی ہے) کہ حکام اور سرداروں کے نافذ کردہ وضعی قوانین کی اطاعت کی جائے جو خلاف اسلام قوانین ہیں جیسا کہ سود، زنا، شراب کو جائز قرار دینا عورت مرد کو میراث میں مساوی حصہ دینا، عورت مرد کا مخلوط سفر ویسے ہی ان کا ملنا جلنا جائز قرار دیا جائے یا حلال کو حرام کر دیا جائے جیسا کہ تعدد ازدواج کو ممنوع قرار دیا جائے یا اس جیسے اور کوئی کام کیے جائیں کہ ان سے اللہ کے احکام میں تبدیلی آتی ہو یا اللہ کے احکام کے بدلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کیے جائیں جو در حقیقت شیطانی قوانین ہیں جس نے ایسے لوگوں کی موافقت کی یا اس پر راضی ہوا یا اسے بہتر سمجھا تو وہ مشرک کافر ہے۔

کافر کے کفر میں شک کرنا

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ارتداد میں مرتدین کی مختلف قسمیں ہیں۔ کچھ ایسے ہیں کہ جو لا الہ الا اللہ کی شہادت پر قائم تھے مگر ساتھ ہی مسیلمہ کذاب کی نبوت کا اقرار کر لیا تھا اس خیال سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ اس لیے کہ مسیلمہ کذاب نے جھوٹے گواہ پیش کر دیئے تھے جنہوں نے گواہی دی تھی (کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نبوت میں شریک کر لیا ہے) اس لیے بہت سے لوگوں نے مسیلمہ کی تصدیق کی تھی اس کے باوجود بھی علماء کا اجماع

ہے کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اگر چہ وہ لاعلم تھے جس نے ان کے مرتد ہونے میں شک کیا وہ کافر ہے۔

(الدرر السنیہ: ۸/۱۱۸)

یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اسے محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے نواقضِ اسلام میں شمار کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مشرکین کو کافر نہیں سمجھا یا اس کے کفر میں شک کیا یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھا تو وہ کافر ہے بیشک اگر اصلی کافروں جیسے یہود و نصاریٰ کے کفر میں کیا جائے تو بھی کفر ہے اور مرتد کافر کی جہاں تک بات ہے اس میں کچھ تفصیل ہے جس مرتد کا کفر واضح وظاہر ہو مثلاً وہ اللہ کو یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو یا نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ کافر ہے اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے اور توحید کے علاوہ جو مسئلہ اجتہادی ہے اور سلف میں اختلافی ہے مثلاً تارک نماز وغیرہ تو اس پر یہ قاعدہ صادق نہیں آتا اس لیے سلف میں سے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تارک نماز کافر نہیں ہے لہٰذا یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ مجتہد تھے ان پر یہ قاعدہ (یعنی مرتد کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے) صادق نہیں ہوتا اگر ہم اس قاعدے کو ان پر چسپاں کر دیں تو پھر بہت سے سلف کو کافر قرار دینا پڑے گا جبکہ ہم ایسی جرأت کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص اس لیے مرتد کو کافر نہیں سمجھتا کہ اس کے نزدیک حجت قائم نہیں ہوئی ہے تو اس کو کافر نہیں کہیں گے اس لیے کہ یہ غلطی پر ہے مگر یہ ہمارے فتوے کی زد میں نہیں آتا۔

شیخ ابو بطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے یہود و نصاری کو کافر نہیں سمجھا وہ شخص کافر ہے۔ یا ان کے کفر میں شک کیا اگر چہ ہمیں یقین ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے ناواقف ہیں مگر ان کی لاعلمی ان کے لیے عذر نہیں بن سکتی انہیں علم ہو یا نہ ہو اگر وہ یہود و نصاری کو کافر نہیں سمجھتے یا ان کے کفر میں شک کرتے ہیں وہ کافر ہیں۔ (الدرر السنیہ: ۱۲/۶۹)

(آج تو ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ نماز اگر یہودی پڑھا دے تو ہو جاتی ہے۔ اب کیا حکم لگائیں؟)

شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جو لوگ ترکی حکومت کو کافر نہیں سمجھتے اور ان کو بھی جنہوں نے ان کو مسلمانوں پر مسلط کیا ان کی دوستی کو ترجیح دی اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو جائز سمجھتا ہے جب کہ دوسرا شخص ایسا نہیں سمجھتا بلکہ وہ حکومت اور ان کو بلانے والے ان کی مدد کرنے والوں کو باغی سمجھتا ہے ان کے لیے وہی کچھ جائز قرار دیتا ہے جو باغیوں کے ساتھ ہونا چاہیے شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا جس نے اس حکومت کے کفر کو نہیں جانا ان کے اور مسلمان باغیوں کے درمیان فرق نہیں کیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کا معنی ہی نہیں سمجھا اور اگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی عقیدہ رکھا کہ یہ حکومت مسلمان ہے انہیں مسلمانوں پر مسلط کرنے والے ان کی کسی قسم کی مدد کرنے والے واضح مرتد ہیں۔ (الدرر السنیۃ: ۱۰/۴۲۹)

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کوئی شخص مرتدین کے بارے میں کچھ کہنے ان کی مذمت کرنے کی طاقت رکھتا ہو (پھر بھی خاموش رہے) تو اس شخص کا کیا حکم ہے۔

جواب: یا تو یہ شخص ان کے کفر میں شک کرنے والا ہے یا ان کے کفر سے لاعلم ہے یا اسے معلوم ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں مگر ان کے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا نہ انہیں کافر کہنے کی استطاعت رکھتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ لوگ کافر ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ کافر ہیں اگر یہ شخص ان کے کفر میں شک کرتا ہے یا ان کے کفر سے لاعلم ہے تو اس کے سامنے قرآن وسنت کے دلائل واضح کر دیئے جائیں ان کے کفر کو ثابت کرنے کے لئے اس کے بعد بھی اگر وہ شک کرے یا ان کو کافر کہنے میں تردد کرے تو بالاجماع کافر ہے اس لیے کہ اس نے کافر کے کفر میں شک کیا ہے اور اگر ان کے کفر کا اقرار کرتا ہو مگر ان کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ ان کافروں کے سامنے نرمی اور سستی دکھانے والوں میں شمار ہوگا۔ اور اللہ کے اس فرمان میں شامل قرار پائے گا۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (القلم: ۹)

''یہ چاہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نرمی دکھا دیں تو یہ لوگ بھی نرمی کریں''۔

اور اپنے جیسے دیگر گناہ گاروں کی طرح ہوگا اور اگر کہتا ہے کہ میں دوسروں کو تو کافر کہہ سکتا ہوں مگر ان کو نہیں کہتا تو گویا یہ شخص ان کو مسلمان قرار دے رہا ہے حالانکہ کفر اور اسلام کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر وہ کافر نہیں تو پھر مسلمان ہیں۔ لہٰذا جس نے کفار کو مسلمان کہا تو وہ بھی کافر ہے۔

(الدرر السنیۃ: ۸/۱۶۰، ۱۶۱)

شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ کا معنی سمجھ جائے تو وہ جان لیگا کہ جس نے بھی اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے کفر میں شک کیا تو اس نے کفر بالطاغوت (طاغوت کا انکار) نہیں کیا۔ (الدرر السنیۃ: ۱۱/۵۲۳)

شیخ عبداللہ اور شیخ ابراہیم، شیخ سلیمان بن سحمان رحمہم اللہ ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں اس شخص کی امامت صحیح نہیں جو جہمیہ اور قبر پرستوں کو کافر نہیں سمجھتا یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے۔ (آج ایسے بہت سے امام مسجد سنبھالے بیٹھے ہیں) یہ سب سے واضح ترین مسئلہ ہے اہل علم ایسے شخص کے کفر پر متفق ہیں یعنی بشر بن مریسی کے کفر پر اسی طرح قبر پرستوں کے کفر میں کوئی بھی ایسا شخص شک نہیں کر سکتا جس میں ذرا سا بھی ایمان ہو۔ (الدرر السنیۃ: ۱۰/۴۳۸، ۴۳۷)

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے کسی حکم کا مذاق اڑائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے کسی حکم کو رد کرے

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے۔ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ جو کہ امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے ہم پلہ امام ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا اللہ کے نازل کردہ احکام میں سے کسی حکم کو رد کیا تو وہ اس حکم کی وجہ سے کافر شمار ہوگا اگرچہ وہ بقیہ تمام احکام مانتا ہو۔

محمد بن سحنون رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے ایک امام ہیں فرماتے ہیں: علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے ائمہ کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ابن المنذر رحمہ اللہ کہتے ہیں اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی سزا قتل ہے امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائے گا کسی نے سوال کیا کہ اس بارے میں کوئی حدیث ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے ایک نابینا آدمی کا واقعہ ہے جس نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والی) عورت کو قتل کیا تھا اور جناب عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں قتل کیا جائے گا عبداللہ کی روایت میں ہے کہ اسے توبہ کے لئے بھی نہیں کہا جائے گا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تھی اور اس آدمی کو خالد رضی اللہ نے توبہ کرنے کو بھی نہیں کہا تھا۔ (عقیدۃ الموحدین: ۲۷۱)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نواقض الایمان میں فرماتے ہیں: چھٹا نواقض یہ ہے کہ جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے کسی حکم کا مذاق اڑائے یا کسی حکم کے ثواب یا عذاب کا مذاق اڑائے دلیل اللہ کا قول ہے۔

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (التوبة: ۶۵)

’’اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مذاق کرتے ہو؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو‘‘

ابن جریر و ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے غزوہ تبوک میں کہا کہ ہم نے اپنی اس جماعت کی طرح کسی کو نہیں دیکھا پیٹ کے شوقین، زبان کے

جھوٹے، دشمن کے مقابلے میں بزدل ترین، مجلس میں سے ایک شخص نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تو منافق ہے میں اس بات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک ضرور پہنچاؤں گا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتادی تو قرآن کی آیت نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے جارہے تھے۔

اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (التوبة: ۶۵)

’’کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہو۔‘‘

میں نے اس شخص کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور پتھروں سے زخمی گھسٹ رہا تھا اور کہتا جارہا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو یوں ہی ہنسی مذاق کررہے تھے (مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ آیت پڑھتے جارہے تھے) (اہل توحید کو چاہیے کہ اس قصہ میں غور وفکر کریں اور یہ سوچیں کہ ہم جس دور میں رہ رہے ہیں اس میں کتنے لوگ ہیں جو اللہ کو گالی دیتے ہیں جیسا کہ ترکی محمد اور جو اللہ کو کہتا ہے کہ اللہ بے بس ومجبور وغریب ہے کہتا ہے اللہ اور شیطان ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ (نعوذباللہ) علماء کہاں ہیں کیا سب علماء سرکار کے غلام بن گئے ہیں؟ اگر کوئی شخص ایسے لوگوں پر فتوی لگاتا ہے تو اسے خارجی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عبداللہ السد حان اور ناصر القصبی ہیں جو داڑھی کا اور ٹخنے سے اونچی شلوار، اذان اور صالحین کا مذاق اڑاتے ہیں مگر کوئی نہیں ہے جو ان کے قتل کا حکم صادر کرے یا فتوی جاری کرے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی طرح کوئی بہادر پیدا کردے جس نے اپنے ساتھی کے ساتھ چل کر یہود کو قتل کیا تھا ہم ان مذاق اڑانے والوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ یہ لوگ تیرا مقابلہ نہیں کرسکتے تو ہی انہیں ہلاک و برباد کردے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ آیت قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (التوبة: ۶۵) ’تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو‘ دلالت کرتی ہے کہ ان لوگوں نے عمداً کفر نہیں کیا تھا بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ

ہمارا یہ عمل کفر نہیں ہے مگر اللہ نے واضح کر دیا کہ اللہ، اس کے رسول اور اس کی آیات کا مذاق اڑانا کفر ہے ایسا کرنے والا ایمان کے بعد کافر ہو جاتا ہے آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا ایمان کمزور تھا جس کی وجہ سے وہ اس حرام کام کے مرتکب ہوئے جسے وہ حرام تو سمجھتے تھے مگر کفر نہیں سمجھتے تھے حالانکہ یہ کفر تھا جس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے اگر چہ وہ اس کے جواز کے معتقد نہ تھے۔ (مجموع الفتاوی: ۷/۲۷۳)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے قول کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے کتاب اللہ یا اپنے رسول کی زبانی جو احکام نازل کیے ہیں ان میں سے کسی حکم کو رد کرنا، چاہے وہ حکم واجبات میں سے ہو یا مسنون یا مستحب ہو یہ معلوم ہونے کے بعد یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اس کی کتاب میں ہے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حکم ہے یا منع ہے اس کے بعد اسے رد کر دیتا ہے تو یہ شخص کافر مرتد ہے۔ اگر چہ وہ بقیہ احکام کو تسلیم کرتا ہو جس حکم کو رد کر رہا ہے وہ اپنی خواہش

قابل غور ہے کہ جس نے لاعلمی کو عذر تسلیم نہیں کیا ہے اور اماموں یا سرداروں کی تقلید کی وجہ سے کافر بننے والوں کو کافر کہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ تقلید سے اجتناب کریں صرف کتاب وسنت کی پیروی کریں) بعض بدعتیوں نے ایسے مقلدین بے خبر کفار کے بارے میں کہا ہے کہ یہ جہنم میں نہیں جائیں گے اس لیے کہ یہ ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی تھی مگر یہ مذہب ائمہ مسلمین ،صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں سے کسی کا نہیں ہے بلکہ اہل کلام والوں میں سے چند لوگوں کی رائے ہے

(عقیدۃ الموحدین (رسالۃ: حکم تکفیر المعین: ۱۸۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اس امت میں اور دیگر امتوں میں ایک طبقہ مقلدین کا ہے اللہ نے قرآن میں متعدد مقامات پر کفار اسلاف کی تقلید کرنے والوں کے عذاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ جہنم میں اپنے اسلاف سے حجت و جھگڑا کریں گے کہ۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 81

ہمارا یہ عمل کفر نہیں ہے مگر اللہ نے واضح کر دیا کہ اللہ، اس کے رسول اور اس کی آیات کا مذاق اڑانا کفر ہے ایسا کرنے والا ایمان کے بعد کافر ہو جاتا ہے آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا ایمان کمزور تھا جس کی وجہ سے وہ اس حرام کام کے مرتکب ہوئے جسے وہ حرام تو سمجھتے تھے مگر کفر نہیں سمجھتے تھے حالانکہ یہ کفر تھا جس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے اگر چہ وہ اس کے جواز کے معتقد نہ تھے۔ (مجموع الفتاوی: ۷/۲۷۳)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے قول کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے کتاب اللہ یا اپنے رسول کی زبانی جو احکام نازل کیے ہیں ان میں سے کسی حکم کو رد کرنا، چاہے وہ حکم واجبات میں سے ہو یا مسنون یا مستحب ہو یہ معلوم ہونے کے بعد یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اس کی کتاب میں ہے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حکم ہے یا منع ہے اس کے بعد اسے رد کر دیتا ہے تو یہ شخص کافر مرتد ہے۔ اگر چہ وہ بقیہ احکام کو تسلیم کرتا ہو جس حکم کو رد کر رہا ہے وہ اپنی خواہش

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 82

قابل غور ہے کہ جس نے لاعلمی کو عذر تسلیم نہیں کیا ہے اور اماموں یا سرداروں کی تقلید کی وجہ سے کافر بننے والوں کو کافر کہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ تقلید سے اجتناب کریں صرف کتاب وسنت کی پیروی کریں) بعض بدعتیوں نے ایسے مقلدین بے خبر کفار کے بارے میں کہا ہے کہ یہ جہنم میں نہیں جائیں گے اس لیے کہ یہ ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی تھی مگر یہ مذہب ائمہ مسلمین ،صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں سے کسی کا نہیں ہے بلکہ اہل کلام والوں میں سے چند لوگوں کی رائے ہے

(عقیدۃ الموحدین (رسالۃ: حکم تکفیر المعین: ۱۸۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اس امت میں اور دیگر امتوں میں ایک طبقہ مقلدین کا ہے اللہ نے قرآن میں متعدد مقامات پر کفار اسلاف کی تقلید کرنے والوں کے عذاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ جہنم میں اپنے اسلاف سے حجت و جھگڑا کریں گے کہ۔

(شیعہ اور رافضی ایک ہیں یہ اللہ کے منکر ان کے عقائد میں ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں (نعوذباللہ) جس کی برائت وپاکدامنی اللہ نے قرآن میں ذکر کی ہے۔ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن نامکمل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا وہ پورے قرآن کا منکر ہوگیا شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں ان میں سے ایسے بھی ہیں جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو کافر قرار دیتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو جناب علی رضی اللہ عنہ کو معبود مانتے ہیں صحیح مسلک یہ ہے کہ یہ **لوگ** کافر ہیں عوام ہوں جاہل۔(مزید تفصیل کے لئے کتاب" عقائد الشیعہ" ملاحظہ فرمائیں)

معلوم ہوا کہ دیگر فرقوں کی بنسبت سب سے زیادہ مرتد شیعہ میں ہیں اور سب سے بدترین مرتد بھی انہیں میں ہیں جیسا کہ نصیریہ، اسماعیلیہ، باطنیہ وغیرہ، یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ ان میں اکثر لوگ جاہل ولاعلم ہیں جو خود کو حق پر سمجھتے ہیں اس کے باوجود شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انہیں بدترین مرتد کہا ہے

انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ کیا"۔(مجموع الفتاوی:۷/۱۶۶)

شیخ مزید فرماتے ہیں۔یہاں مراد ہے کہ ایک شخص بظاہر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے مگر باطنی طور پر ایسے عمل یا عقائد رکھتا ہے جو اس اقرار کے منافی ہوں تو ایسا کرنے والا منافق ہے حالانکہ یہ اپنے خیال میں خود کو اللہ کا ولی سمجھتا ہے باوجودیکہ یہ باطنی طور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا منکر ہے یہ انکار یا تو عناد کی وجہ سے ہے یا **لاعلمی** کی بنا پر۔(مجموع الفتاوی:۱۱/۱۶۸،۱۶۹)

دوسری جگہ فرماتے ہیں انسانوں کی گمراہی یہ ہے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے (شریعت کے احکام کا) انکار کردیتے ہیں جن احکام کی تصدیق کرتے ہیں وہ کم ہوتے ہیں بنسبت ان احکام کے جن کا انکار کرتے ہیں۔(مجموع الفتاوی:۱۷/۳۳۶)

ایک جگہ فرماتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کوئی کفریہ بات کی یا کفریہ عمل کیا وہ کافر ہے اگرچہ

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 83

(شیعہ اور رافضی ایک ہیں یہ اللہ کے منکر ان کے عقائد میں ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں (نعوذباللہ) جس کی برائت وپاکدامنی اللہ نے قرآن میں ذکر کی ہے۔ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن نامکمل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا وہ پورے قرآن کا منکر ہوگیا شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں ان میں سے ایسے بھی ہیں جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو کافر قرار دیتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو جناب علی رضی اللہ عنہ کو معبود مانتے ہیں صحیح مسلک یہ ہے کہ یہ **لوگ** کافر ہیں عوام ہوں جاہل۔(مزید تفصیل کے لئے کتاب" عقائد الشیعہ" ملاحظہ فرمائیں)

معلوم ہوا کہ دیگر فرقوں کی بنسبت سب سے زیادہ مرتد شیعہ میں ہیں اور سب سے بدترین مرتد بھی انہیں میں ہیں جیسا کہ نصیریہ، اسماعیلیہ، باطنیہ وغیرہ، یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ ان میں اکثر لوگ جاہل ولاعلم ہیں جو خود کو حق پر سمجھتے ہیں اس کے باوجود شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انہیں بدترین مرتد کہا ہے

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 84

انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ کیا"۔(مجموع الفتاوی:۷/۱۶۶)

شیخ مزید فرماتے ہیں۔یہاں مراد ہے کہ ایک شخص بظاہر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے مگر باطنی طور پر ایسے عمل یا عقائد رکھتا ہے جو اس اقرار کے منافی ہوں تو ایسا کرنے والا منافق ہے حالانکہ یہ اپنے خیال میں خود کو اللہ کا ولی سمجھتا ہے باوجودیکہ یہ باطنی طور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا منکر ہے یہ انکار یا تو عناد کی وجہ سے ہے یا **لاعلمی** کی بنا پر۔(مجموع الفتاوی:۱۱/۱۶۸،۱۶۹)

دوسری جگہ فرماتے ہیں انسانوں کی گمراہی یہ ہے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے (شریعت کے احکام کا) انکار کردیتے ہیں جن احکام کی تصدیق کرتے ہیں وہ کم ہوتے ہیں بنسبت ان احکام کے جن کا انکار کرتے ہیں۔(مجموع الفتاوی:۱۷/۳۳۶)

ایک جگہ فرماتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کوئی کفریہ بات کی یا کفریہ عمل کیا وہ کافر ہے اگرچہ

ہے اور جتنا علم ہے اتنا ہی شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ (اغاثہ اللفهان: ۱/ ۳۳۲)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین کہتے ہیں: محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے اس بات پر جو شخص اللہ اور اپنے درمیان واسطے اور وسیلے بناتا ہے ان پر توکل وبھروسہ کرتا ہے انہیں فائدے کے لئے پکارتا ہے یا ضرر دفع کرنے کے لئے تو یہ شخص کافر مشرک ہے چاہے جاہل ہو یا عالم اس لیے یہ سب کو معلوم ہے کہ جب انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا اقرار کرتا ہے اور قرآن پر ایمان لاتا ہے قرآن میں اللہ کا یہ حکم پڑھتا ہے کہ وہ شرک کو معاف نہیں کرتا اور مشرک ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائے گا پھر بھی وہ شرک کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ شرک ہے تو یہ کام کوئی بھی عقلمند نہیں کرتا یہ وہی کرسکتا ہے جو جانتا نہ ہو کہ یہ شرک ہے۔

(مجموعه الرسائل والمسائل النجدیه: ٤/ ٤٧٧)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ جانتے ہیں کہ کوئی انسان زبان سے کوئی کلمۂ کفر ادا کرتا ہے تو وہ کافر ہوجاتا ہے حالانکہ وہ یہ کلمہ لاعلمی میں ادا کرتا ہے مگر اس کی لاعلمی و بے خبری کوئی عذر نہیں بن سکتی جبکہ وہ ایسے کلمے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ادا کرتا ہے جیسا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ذکر کیا ہے جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔

اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (اعراف :۱۳۸)

ہمارے لئے معبود بنادیں جس طرح ان لوگوں کے معبود ہیں"۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اللہ کا خوف کرے اور ایسے اقوال واعمال سے اجتناب کرے۔

(الدرر السنیہ: ۱/ ۹۲)

شیخ رحمہ اللہ نے نواقض اسلام کا ذکر کیا ہے اور اس بات پر دلیلیں پیش کی ہیں کہ اس میں قصداً یا مزاحاً دونوں صورتیں شامل ہیں اور کسی خوف کی وجہ سے ہو تب بھی ناقض اسلام ہے سوائے اکراہ کے

اس کے علاوہ کوئی مستثنیٰ نہیں ہے چاہے جاہل ہو۔ تاویل کرنے والا ہو یا غلطی سے کوئی ناقض اسلام عمل یا قول کا مرتکب ہو۔ (عقیدة الموحدین: ٤٧٠)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوبطین رحمہما اللہ کہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ آج جو کوئی بھی ایسے اعمال وافعال ان مزاروں کے پاس کرتا ہے تو وہ مشرک کافر ہے کتاب وسنت کے دلائل اس بات پر شاہد ہیں اور اس پر اجماع بھی ہوچکا ہے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایسے کام وہ لوگ کرلیتے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور یہ سب کچھ وہ صرف اپنی جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں اگر انہیں معلوم ہوجائے کہ ان کا یہ عمل انہیں اسلام سے بہت دور کردیتا ہے اور یہ عمل شرک ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو یہ لوگ کبھی بھی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے مگر اس کے باوجود تمام علماء نے انہیں کافر قرار دیا ہے ان کی جہالت کو عذر نہیں مانا جیسا کہ بعض گمراہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بے چارے تو بے خبر جاہل ہیں لہٰذا یہ ان کے لئے عذر ہے یہ بات وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پاس علم نہیں۔ (الدرر السنیہ: ۱۰/ ٤٠٤، ٤٠٥)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ پر، فرشتوں، کتابوں اور آخرت پر ایمان لانے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے جہالت ولاعلمی بھی عذر نہیں بن سکتا اللہ نے کافروں کی جہالت کی خبر دی ہے کہ وہ جاہل تھے مگر پھر بھی انہیں کافر قرار دیا ہے نصاریٰ کو جاہل کہا گیا مگر کوئی بھی مسلمان ان کے کفر میں شک نہیں کرتا۔ ہم یہ بات بھی یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آج کے یہود ونصاریٰ مقلد ہیں جاہل ہیں مگر ہم ان کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے کفر میں شک کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ اصول دین میں شک کرنا کفر ہے جس کی یہ حالت ہو اس کا کوئی عذر قبول نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دلائل کو نہیں سمجھ سکا دلائل پہنچ جانے کے بعد سمجھ میں نہ آنا عذر نہیں ہے۔ (کشف الشبهتین: ۹۲)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بات واضح ہے کہ لاعلمی عذر نہیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے بارے میں جو کچھ کہا وہ سب کو معلوم ہے باوجودیکہ وہ کتنی عبادت کرتے

تھے یہ بھی سب کو معلوم ہے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ان امور میں مبتلا ہو گئے تھے کیا لاعلمی ان کے لئے عذر بن گئی تھی ہر مذہب کے علماء کتب فقہ میں باب حکم المرتد ضرور باندھتے ہیں مرتد وہ مسلمان ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے اور سب سے پہلے مرتد جس عمل کا آغاز کرتا ہے وہ شرک ہے جس نے اللہ کے ساتھ شرک کر لیا وہ کافر ہو گیا اس لیے کہ علماء کے نزدیک شرک کفر کی بڑی اقسام میں سے ہے علماء یہ کبھی نہیں کہتے کہ ایسا کرنے والا اگر جاہل و بے خبر ہو تو (کافر نہیں ہوگا) جس طرح کہ اس سے کم گناہ کے بارے میں کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا گناہ بڑا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک کرے حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اگر لاعلم یا مقلد اگر شرک کرتا اور مرتد کا حکم اس پر نہ لگتا تو علماء اس بات سے بے خبر نہ رہتے اللہ تعالیٰ نے بھی جہنم میں جانے والوں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکہف: ۱۰۳-۱۰۴)

’’کہدو کیا ہم تمہیں خسارے کے اعمال والوں کے بارے میں بتادیں۔ وہ لوگ کہ جن کی محنت رائیگاں گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں‘‘۔

فرمان باری ہے۔

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الاعراف: ۳۰)

’’ایک گروہ کو ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہو گئی انہوں نے شیطانوں کو

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 87

تھے یہ بھی سب کو معلوم ہے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ان امور میں مبتلا ہو گئے تھے کیا لاعلمی ان کے لئے عذر بن گئی تھی ہر مذہب کے علماء کتب فقہ میں باب حکم المرتد ضرور باندھتے ہیں مرتد وہ مسلمان ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے اور سب سے پہلے مرتد جس عمل کا آغاز کرتا ہے وہ شرک ہے جس نے اللہ کے ساتھ شرک کر لیا وہ کافر ہو گیا اس لیے کہ علماء کے نزدیک شرک کفر کی بڑی اقسام میں سے ہے علماء یہ کبھی نہیں کہتے کہ ایسا کرنے والا اگر جاہل و بے خبر ہو تو (کافر نہیں ہوگا) جس طرح کہ اس سے کم گناہ کے بارے میں کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا گناہ بڑا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک کرے حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اگر لاعلم یا مقلد اگر شرک کرتا اور مرتد کا حکم اس پر نہ لگتا تو علماء اس بات سے بے خبر نہ رہتے اللہ تعالیٰ نے بھی جہنم میں جانے والوں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 88

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکہف: ۱۰۳-۱۰۴)

’’کہدو کیا ہم تمہیں خسارے کے اعمال والوں کے بارے میں بتادیں۔ وہ لوگ کہ جن کی محنت رائیگاں گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں‘‘۔

فرمان باری ہے۔

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الاعراف: ۳۰)

’’ایک گروہ کو ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہو گئی انہوں نے شیطانوں کو

''جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں ہے تم کہتے ہو ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ۔ہم صرف ایک خیال ہی کرتے ہیں ہمیں یقین نہیں ہے''۔

نصاریٰ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ

(توبۃ:۳۱)

''انہوں نے علماء و درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا ہے''۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے تو ان کی عبادت نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام نہیں سمجھتے ؟ اس

''ہم نے کہنا مانا اپنے سرداروں اور بڑوں کا تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیا۔

اللہ تعالیٰ کفار کی بات بیان کرتا ہے وہ کہیں گے''۔

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ (زخرف:۲۲)

''ہم نے اپنے آباواجداد کو ایک طریقے پر پایا تو ہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہے''۔

علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں میں تقلید جائز نہیں ہے۔ ہر مکلف پر فرض ہے کہ وہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں کو با دلائل سمجھے۔ اس لیے کہ ان اصولوں کے دلائل واضح و ظاہر ہیں ان کی معرفت و پہچان صرف علماء تک محدود نہیں ہے۔

(الدرر السنیۃ: ۱۰/۳۹۱)

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 89

''جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں ہے تم کہتے ہو ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ۔ہم صرف ایک خیال ہی کرتے ہیں ہمیں یقین نہیں ہے''۔

نصاریٰ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ

(توبۃ:۳۱)

''انہوں نے علماء و درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا ہے''۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے تو ان کی عبادت نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام نہیں سمجھتے ؟ اس

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 90

''ہم نے کہنا مانا اپنے سرداروں اور بڑوں کا تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیا۔

اللہ تعالیٰ کفار کی بات بیان کرتا ہے وہ کہیں گے''۔

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ (زخرف:۲۲)

''ہم نے اپنے آباواجداد کو ایک طریقے پر پایا تو ہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہے''۔

علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں میں تقلید جائز نہیں ہے۔ ہر مکلف پر فرض ہے کہ وہ توحید، رسالت، اور دین کے اصولوں کو با دلائل سمجھے۔ اس لیے کہ ان اصولوں کے دلائل واضح و ظاہر ہیں ان کی معرفت و پہچان صرف علماء تک محدود نہیں ہے۔

(الدرر السنیۃ: ۱۰/۳۹۱)

تاویل ضرور کرنی چاہیے کہتے ہیں کہ وہ جو صالحین کو شریک بناتے ہیں تو یہ ان کی تعظیم کے لئے ہے انہیں اس کا فائدہ ہوتا ہے اور نقصان رفع ہوتا ہے اس خطاء کی وجہ سے کسی کا عذر قبول نہیں ہے نہ ہی اس تاویل کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ

(زمر: ۳)

”جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوست بنالیے ہیں (کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے ہاں مرتبے میں قریب کر دیں اللہ فیصلہ کرے گا اس میں جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ہدایت نہیں کرتا اس شخص کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہے“۔

علماء کرام نے استقامت کا راستہ اختیار کیا اور باب حکم المرتد کا تذکرہ کیا ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ جس نے کفر یہ کلمہ کہا یا جس نے کفریہ عمل کیا وہ کافر نہیں ہے یہ علماء جانتے ہیں کہ یہ شہادتین کے منافی اور متضاد ہے کہ کسی کی جہالت کو عذر بنا کر اسے کافر نہ کہا جائے اللہ نے اپنی کتاب میں وضاحت کی ہے کہ بعض مشرکین جاہل مقلدین تھے مگر ان سے اللہ کا عذاب ان کی جہالت یا تقلید کی وجہ سے نہیں روکا گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ○ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ (الحج: ۳،۴)

”کچھ ایسے لوگ ہیں جو بغیر علم کے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر مردود

شیطان کی پیروی کرتے ہیں ان کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب ہے“

(الدرر السنیۃ: ۱۱/ ۴۷۹)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: شرک اکبر یہ ہے کہ اللہ کی عبادات میں سے کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے کی جائے اپنے شرکاء کے لئے کی جائے چاہے انبیاء کے لئے ہو یا فرشتوں، اولیاء اور صالحین کے لئے یہ کوئی عذر نہیں بن سکتا کہ اسے معلوم نہ تھا اس لیے کہ اس بارے میں معلومات رکھنا ایک مسلمان کے فرائض میں شامل ہے ضروری ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ مشرکین سے دشمنی رکھے ان سے نفرت کرے۔ (کشف الشبھتین: ۳،۶۲،۶۴)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوبطین رحمہ اللہ اہل سنت اور معتزلہ میں فرق واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دونوں میں سے ہر ایک نے توحید اور ارکانِ اسلام کو دلائل سے جاننا فرض قرار دیا ہے اس میں تقلید جائز نہیں ہے البتہ وہ عام آدمی جو دلائل نہیں سمجھ سکتا اگر وہ اعتقاد رکھتا ہے اللہ کی وحدانیت کا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا، آخرت پر ایمان رکھتا ہے جنت اور جہنم کو مانتا ہے۔ اس بات کو جانتا ہے کہ یہ جو مزارات پر شرکیہ کام ہو رہے ہیں یہ باطل ہیں اور گمراہی ہے۔ اگر اس شخص کا اعتقاد پختہ ہے اس میں شک نہیں کرتا تو یہ مسلمان ہے اگرچہ دلیل نہیں سمجھتا اس لیے کہ عام مسلمانوں کو اگر دلائل دکھا دیئے جائیں یا پڑھا دیئے جائیں تو وہ ان کے معانی نہیں سمجھ سکتے۔ (الدرر السنیۃ: ۱۰/ ۴۰۹)

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہاں کچھ تفصیل ضروری ہے جو اشکال کو ختم کر دے ایک مقلد ایسا ہے جو علم تک رسائی حاصل کر لیتا ہے حق کی پہچان معلوم کر سکتا ہے مگر اس سے اعراض کر لیتا ہے۔ دوسرا مقلد ایسا ہے کہ جو یہ کام نہیں کر سکتا یہ دونوں قسمیں موجود ہیں پہلی قسم کا مقلد اعراض کرنے والا اپنی ذمہ داری کو چھوڑنے والا شمار ہوگا اللہ کے ہاں اس کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا جبکہ دوسرا جو کہ معلومات حاصل کرنے سے قاصر ہے تو پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

❶ ایک وہ ہے جو ہدایت ورہنمائی کی تلاش میں ہے اسے پسند کرتا ہے مگر اس کے حصول کی طاقت واستطاعت نہیں رکھتا۔ کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں پاتا تو ایسے شخص کا حکم فترات والوں کا سا ہے (جو نبیوں کے اس درمیانی عرصے میں ہوتے تھے جن تک کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی)

❷ دوسرا وہ ہے کہ وہ اعراض کرتا ہے رہنمائی کی خواہش یا ارادہ تک نہیں رکھتا نہ دل میں خیال لاتا ہے۔ ان دونوں میں سے پہلا کہتا ہے یا اللہ اگر میرے علم میں اس دین سے بہتر کوئی دین ہوتا تو میں ضرور اسے حاصل کرتا مگر میں اتنا ہی جانتا ہوں اس سے زیادہ کی استطاعت نہیں رکھتا یہی میری آخری کوشش ہے یہی میری معلومات ہیں۔ جبکہ دوسرا اس حالت پر راضی ہے جس میں وہ ہے اس پر نہ تو کوئی بات اثر کرتی ہے نہ ہی اس کا دل کچھ اور طلب کرتا ہے اگر چہ دونوں اپنی جگہ مجبور ہیں مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے والی کی مثال ان لوگوں سی ہے جو حالت فترہ میں تھے۔ (یا د رہے کہ حالت فترہ کی دلیل قرآن وحدیث میں نہیں ملتی ہے بلکہ اسکے برخلاف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل:۳۶) اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت:۱۵) اور بے شمار آیتیں اس بات پر دلیل ہے کہ حالت فترہ کوئی شئی نہیں ہے) لہٰذا یہ دین کو حاصل ہی نہیں کر سکا کوشش بسیار کے بعد عاجز وناکام ہو یا لاعلم رہا دوسرے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کبھی صحیح راستہ طلب ہی نہیں کیا اپنی شرکیہ حالت میں مر گیا اگر چہ یہ بھی طلب کرتا اور حصول سے عاجز رہتا مگر دونوں قسم کے عجز میں فرق ہے ایک طلب وکوشش کے بعد ہے اور دوسرا عجز بغیر طلب وکوشش کے ہے پہلی حالت مجبوری کی ہے دوسری نہیں دوسری لاپرواہی کی ہے۔ (عقيدة الموحدين: حكم تكفير المعين: ۱۸۴)

وہ حالت فترہ جس میں رہنمائی حاصل نہ کی جا سکے وہ بھی عذر نہیں ہے قرآن وسنت کی موجودگی میں عذر نہ لینا ہی بہتر ہے۔

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ جاہلیت کے دور کے مشرکین جو امیین تھے ان پر حکم لگادیا گیا ہے اس لیے کہ دلائل واضح ہو گئے تھے اور براہین سامنے آچکے تھے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب تم کسی قریشی یا دوسی کے قبر کے پاس سے گذرے تو (اس کو مخاطب کرکے) کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جہنم کی خوشخبری دے رہے ہیں یہ تو اہل فترہ کی حالت ہے امت محمدیہ کے بارے میں کیا کہیں گے جو کہ قرآن سنتے ہیں احادیث نبویہ سنتے رہتے ہیں توحید سے متعلق فقہی احکام بھی سن چکے ہیں شرک کی ممانعت وحرمت سے بھی واقف ہیں اگر یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور پھر بھی ایسے ہیں تو یہ بہت بڑی خرابی ہے خاص کر جب یہ شرک کو جائز کہیں اور اولیاء وصالحین کی عبادت کی طرف دعوت دیں یہ سمجھ کر کہ یہ مستحب وپسندیدہ کام ہے قرآن کے دلائل سے ثابت ہے تو اس طرح کرنا کفر ہے ایسے شخص کو کافر کہنے میں اسلام اور اس کے احکات اصول وقواعد جاننے والا ایک لمحے کا بھی توقف نہیں کرے گا۔ (منهاج التاسيس والتقديس: ۱۰۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو دور جاہلیت میں تھے جن کے پاس کتاب نہیں تھی اللہ نے شرک اکبر کے بارے میں ان کا عذر قبول نہیں کیا جیسا کہ عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے اہل زمین پر نظر ڈالی تو انہیں ناپسند کیا عرب وعجم کو سوائے اہل کتاب کے کچھ بچے ہوئے لوگوں کے" تو اس امت کا عذر کیسے قبول کیا جا سکتا ہے جن کے ہاتھ میں اللہ کی کتاب ہے جسے پڑھتے ہیں سنتے ہیں وہ اللہ کی حجت اور دلیل ہے بندوں پر جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ابراهيم:۵۲)

"یہ لوگوں تک پہنچانا ہے اور تا کہ وہ اس کے ذریعے بیدار وآگاہ کیے جائیں اور جان لیں

کہ وہ (اللہ) ایک ہی معبود ہے اور تاکہ اہل دانش نصیحت حاصل کریں"

(الدرر السنیۃ: ۱۱/۴۶۶)

ہر مشرک کو ایسے شبہات لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کا تقاضا کرتے ہیں

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر مشرک کو اکثر ایسے شبہات اور بہانے لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کے مقتضی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا (انعام: ۱۴۸)

(مشرک کہتے ہیں) "اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد"۔

"عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کے مثل ہے"۔

وَكَلِمَتُهٗٓ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ (النساء: ۱۷۱)

"اور کلمہ ہے جو مریم کی طرف القا کیا ہے"۔

اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے اکثر دشمنوں کو شبہات لاحق ہوتے رہے ہیں۔

(منہاج التاسیس والتقدیس: ۱۰۲،۱۰۳)

شرک اکبر میں خطاء کا حکم؟

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: فرقہ حلولیہ اور اتحادیہ نے جو وجود رب العالمین کی حقیقت میں تعطیل سے کام لیا اور ظاہر کفر اور شرک میں مبتلا ہو گئے تو یہ ان کی خطاء و غلطی کی وجہ سے

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 95

کہ وہ (اللہ) ایک ہی معبود ہے اور تاکہ اہل دانش نصیحت حاصل کریں"

(الدرر السنیۃ: ۱۱/۴۶۶)

ہر مشرک کو ایسے شبہات لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کا تقاضا کرتے ہیں

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر مشرک کو اکثر ایسے شبہات اور بہانے لاحق ہوتے ہیں جو اس کے کفر کے مقتضی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا (انعام: ۱۴۸)

(مشرک کہتے ہیں) "اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد"۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 96

"عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کے مثل ہے"۔

وَكَلِمَتُهٗٓ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ (النساء: ۱۷۱)

"اور کلمہ ہے جو مریم کی طرف القا کیا ہے"۔

اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے اکثر دشمنوں کو شبہات لاحق ہوتے رہے ہیں۔

(منہاج التاسیس والتقدیس: ۱۰۲،۱۰۳)

شرک اکبر میں خطاء کا حکم؟

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: فرقہ حلولیہ اور اتحادیہ نے جو وجود رب العالمین کی حقیقت میں تعطیل سے کام لیا اور ظاہر کفر اور شرک میں مبتلا ہو گئے تو یہ ان کی خطاء و غلطی کی وجہ سے

مغلوب ہوکر نافرمانی کی وہ اہلسنت کے نزدیک کافر نہیں ہے (یاد رہے کہ یہ قاعدہ صرف ان گناہوں کے متعلق ہے جو شرک نہ ہوں شرک چاہے تکبر کی وجہ سے ہو یا خواہشات کی وجہ سے کرنے والا ہر صورت میں مشرک ہے) جس نے حرام کو حلال سمجھ کر ارتکاب کیا وہ بالاتفاق کافر ہے۔کسی حرام چیز کو حلال سمجھنا اس اعتقاد کی بناپر ہوتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام نہیں کی اور کبھی اس طرح کا اعتقاد کیے بغیر حرام کو حلال سمجھ لیتا ہے (چند مہینے قبل ڈاکٹر جاوید اقبال کا بیان ایک اخبار میں چھپا کہ شراب حرام نہیں ہے۔جو کہ اسکے کفر کی دلیل ہے) یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے ایمان میں نقص وخلل ہوتا ہے۔اللہ کی ربوبیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یہ خالص انکار کی صورت ہے کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز اللہ نے حرام قرار دی ہے مگر پھر بھی اس حرمت سے اجتناب نہیں کرتا بلکہ اس حرمت سے باقاعدہ بغض رکھتا ہے نفرت کرتا ہے تو یہ شدید ترین کفر ہے۔شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس طرح فتاوی کافی تعداد میں ہیں جن میں یہ تخصیص نہیں کی گئی ہے کہ کفر صرف وہ کہلائے گا جو ضد اور عناد کی وجہ سے ہو بلکہ اکثر وہ لوگ بھی کافر قرار دیئے جاتے ہیں جو نادانی وجہالت کی وجہ سے کفریہ اعمال کرتے ہیں انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ جو کچھ کررہے ہیں یا کہہ رہے ہیں وہ کفر ہے لہٰذا ان کی یہ لاعلمی ان کے لئے عذر نہیں بن سکتی۔(الدرر السنیۃ: ۱۰/۳۶۹، ۳۷۰)

شیخ عبداللہ ابو بطین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر شرک اکبر کے مرتکب کی جہالت کو عذر سمجھ لیا جائے تو پھر کس کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا؟ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ اللہ کی حجت کسی پر قائم نہیں ہوسکتی سوائے اس شخص کے جو ضد کی وجہ سے کفر کررہا ہوایسا دعویٰ کرنے والے کے پاس کوئی ثبوت ودلیل نہیں ہوگی بلکہ اس کے خلاف دلیل مہیا ہے۔اس لیے کہ کوئی مسلمان اس شخص کو کافر قرار دینے میں ایک لمحہ توقف نہیں کرسکتا جو شخص کے قیامت کے دن اٹھائے جانے میں شک کرے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں شک کرتا ہو یا دین کے اصولوں میں سے کسی اصول میں شک کرتا ہو شک جاہل وبے علم ہی کرتا ہے

فقہاء اپنی کتابوں میں مرتد کا حکم لکھتے ہیں کہ مرتد وہ شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کرے زبان سے،فعل سے،شک کرکے یا اعتقاد کی بناپر شک کا سبب جہل ہے۔اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم ان یہود ونصاریٰ کو کافر نہ کہیں جنہوں نے جہالت کی بناپر کفر کیا ہے؟ (یہ کتنی خطرناک بات ہوگی اس پر ضرور غور کرنا چاہیے) جو لوگ سورج،چاند اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں جہالت کی وجہ سے اور وہ لوگ جنہیں جناب علی رضی اللہ عنہ نے جلایا تھا انہیں بھی کافر نہ کہیں اس لیے کہ وہ جاہل وبے علم تھے؟ حالانکہ اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ جو شخص یہود ونصاریٰ کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔

دین کے اصولی باتوں میں جہالت عذر نہیں بن سکتی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم یا کسی ایک کو گالی دی (انکی توہین یا انکی شان میں گستاخی کی) اور اس نے دیگر صحابہ کی مذمت وتوہین کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں یا نبی ہیں یا یہ کہا کہ جبریل غلطی پر تھا (اس نے علی کے بجائے غلطی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کردی) ایسا کہنے والے کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ اس شخص کے کافر ہونے میں شک نہیں ہے جو اس کے کفر میں شک کرتا ہے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرتا ہے۔فرماتے ہیں کہ جس نے یہ کہا کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوائے سوائے چند افراد کے یا یہ کہے کہ صحابہ فاسق تھے ایسا کہنے والے کے کفر میں شک نہیں ہے اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے" ابن تیمیہ رحمہ اللہ جہالت کو عذر نہیں سمجھتے تھے ان کی یہ عبارتیں ان کے موقف کو واضح کرتی ہیں کہ اس بارے میں جاہل مستثنیٰ نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جہمیہ کو کافر نہیں سمجھتے تو اس کا جواب ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسماء وصفات کے بارے میں جہمیہ کو کافر نہیں سمجھتے اس لئے کہ یہ خفی مسائل ہیں جہاں تک ظاہری امور ہیں مثلاً اولیا کو پکارنا یا قبروں کا طواف غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا ان مسائل میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ جہل کو عذر نہیں سمجھتے تھے دوسری بات یہ ہے کہ ہماری لئے دلیل کتاب

وسنت ہے جبکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ودیگر علماء معصوم عن الخطا نہیں ہیں۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ (اسراء:۲۳)

’’تیرے رب نے حکم کیا ہے کہ عبادت صرف اسی اللہ کی کرو‘‘۔

اگر کسی شخص کا خیال ہو کہ اس آیت میں قضٰی کا معنی ہے مقرر کرنا۔ تقدیر میں لکھ دینا اور اللہ نے جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہتا ہے لہٰذا جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ بھی دراصل اللہ کی عبادت کرتے ہیں (اس لیے کہ تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے اسی کو پورا کر رہے ہیں) اس طرح کہنے والا سب سے بڑے کفر کا ارتکاب کر رہا ہے تمام کتب آسمانی کا انکار کر رہا ہے۔ اس طرح کی باتیں کرنے والے اگرچہ عبادت گذار و پرہیزگار لوگ ہی ہیں مگر ان کا یہ قول دراصل جہالت کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا تھے اور آخرت میں اٹھائے جانے پر بھی انہیں یقین نہیں تھا انہوں نے رسولوں سے کہا تھا۔

وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ (ابراھیم:۹)

’’ان باتوں کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں جن کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو‘‘۔

ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے۔

وَاِنَّھُمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مُرِیْبٍ (ھود:۱۱۰)

’’یہ لوگ اس (دین) کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں‘‘۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کہتے تھے۔

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ (جاثیۃ:۳۰)

’’ہم صرف ایک خیال کر رہے ہیں ہمیں یقین نہیں ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ (اعراف:۳۰)

’’ان لوگوں نے شیاطین کو دوست بنالیا ہے اللہ کو چھوڑ کر اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ○ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکھف:۱۰۳،۱۰۴)

’’کیا میں تمہیں خبر دوں ان لوگوں کے بارے میں جو اعمال کے لحاظ سے خسارے میں ہیں جن کی سعی وکوشش دنیا میں اکارت گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہترین عمل کر رہے ہیں‘‘

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ جاہل قرار دیا ہے فرمایا۔

لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ (اعراف:۱۷۹)

’’ان کے دل ہیں مگر وہ ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں کان ہیں مگر سنتے نہیں یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ یہ لوگ غافل بے خبر ہیں‘‘۔

مقلدین کی مذمت کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے یہ کہتے ہیں کہ۔

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ (زخرف:۲۲)

’’ہم نے اپنے آبا واجداد کو ایک طریقے پر پایا تو ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں‘‘۔

اس کے باوجود انہیں کافر بھی کہا ہے۔

شیخ موفق الدین ابو محمد بن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کیا ہر مجتہد صحیح اجتہاد کرتا ہے؟ پھر جمہور کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں ہر مجتہد صحیح اجتہاد ہر وقت نہیں کرسکتا بلکہ مجتہدین کے اقوال میں ایک قول حق ہوتا ہے کہتے ہیں جاحظ کا یہ قول باطل ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص خلاف اسلام عمل کرے اور پھر غور وخوض کرے مگر حق کے ادراک سے عاجز آجائے تو اس کا عذر قبول ہے جاحظ کا قول ہر لحاظ سے باطل بلکہ اللہ کے ساتھ کفر کے مترادف ہے اللہ اور اس کے فرامین کا رد ہے اس لیے کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کو دعوت دی اسلام لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے کی اور سابقہ دین پر قائم رہنے کی مذمت کی ان سب سے جنگ کی جب کہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے اسلام دشمنی وبغض رکھنے والے وہ تھے جنہیں کچھ علم وسمجھ تھی اور بقیہ مقلدین تھے جنہوں نے اپنے باپ دادا کا دین اپنایا ہوا تھا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

''وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں''۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الکھف:۱۰۳،۱۰۴)

''کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے نقصان میں ہیں ۔دنیا میں جن کی محنت رائیگاں گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں''۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کو جھٹلانے والوں کی مذمت میں آیات واحادیث لاتعداد و بے شمار ہیں علماء کہتے ہیں جس نے پانچ عبادات میں سے کسی ایک سے متعلق کہا کہ یہ سنت سے واجب نہیں ہے اس کا انکار کیا۔ یا روٹی کے حلال ہونے کا انکار کیا یا شراب کی حرمت کا انکار کیا یا ان باتوں میں سے کسی میں شک کیا اگر جہالت کی وجہ سے کیا تو کفر کا حکم لگے گا۔ اگر تعریف ان کی جانتا ہو تو اس سے تعریف کروائی

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 101

شیخ موفق الدین ابو محمد بن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کیا ہر مجتہد صحیح اجتہاد کرتا ہے؟ پھر جمہور کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں ہر مجتہد صحیح اجتہاد ہر وقت نہیں کرسکتا بلکہ مجتہدین کے اقوال میں ایک قول حق ہوتا ہے کہتے ہیں جاحظ کا یہ قول باطل ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص خلاف اسلام عمل کرے اور پھر غور وخوض کرے مگر حق کے ادراک سے عاجز آجائے تو اس کا عذر قبول ہے جاحظ کا قول ہر لحاظ سے باطل بلکہ اللہ کے ساتھ کفر کے مترادف ہے اللہ اور اس کے فرامین کا رد ہے اس لیے کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کو دعوت دی اسلام لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے کی اور سابقہ دین پر قائم رہنے کی مذمت کی ان سب سے جنگ کی جب کہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے اسلام دشمنی وبغض رکھنے والے وہ تھے جنہیں کچھ علم وسمجھ تھی اور بقیہ مقلدین تھے جنہوں نے اپنے باپ دادا کا دین اپنایا ہوا تھا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 102

''وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں''۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الکھف:۱۰۳،۱۰۴)

''کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے نقصان میں ہیں ۔دنیا میں جن کی محنت رائیگاں گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں''۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کو جھٹلانے والوں کی مذمت میں آیات واحادیث لاتعداد و بے شمار ہیں علماء کہتے ہیں جس نے پانچ عبادات میں سے کسی ایک سے متعلق کہا کہ یہ سنت سے واجب نہیں ہے اس کا انکار کیا۔ یا روٹی کے حلال ہونے کا انکار کیا یا شراب کی حرمت کا انکار کیا یا ان باتوں میں سے کسی میں شک کیا اگر جہالت کی وجہ سے کیا تو کفر کا حکم لگے گا۔ اگر تعریف ان کی جانتا ہو تو اس سے تعریف کروائی

ایک غلط فہمی جس سے ہمیشہ مخالفین استدلال کرتے ہیں

شیخ عبدالرحمٰن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: مشرکین کا دفاع کرنے والے اس واقعہ سے استدلال کرتے ہیں جس میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کے میرے مرنے کے بعد مجھے جلا دینا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ لاعلمی و جہالت کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرنے والا کافر نہیں ہوتا سوائے اس کے جو عناد کی وجہ سے کفر کرتا ہو۔

جواب: اللہ نے اپنے رسول بھیجے جو خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے تاکہ لوگوں کے پاس انبیاء کی بعثت کے بعد اللہ کے ہاں کوئی بہانہ و حجت نہ رہے ان رسولوں نے سب سے زیادہ جس بات کی دعوت دی اور جو چیز ان کی دعوت میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی وہ ایک اللہ کی عبادت تھی اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنا یعنی غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب۔

اگر جہالت کی بنا پر شرک اکبر کا مرتکب کا عذر جہالت قبول کرلیا جائے تو پھر کس کا عذر قبول نہیں ہے؟ جس آدمی کی مثال دی جاتی ہے کہ اس نے جلانے کی وصیت کی تھی اور اللہ نے اس کی مغفرت کرلی باوجودیکہ وہ اللہ کی صفات میں شک کرنے والا تھا؟ اس کی بخشش اس وجہ سے ہوئی تھی کہ اس کے پاس رسولوں کا پیغام نہیں پہنچا تھا بہت سے علماء نے یہی جواب دیا ہے اسی وجہ سے شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے رب کی صفات میں سے کسی صفت میں شک کیا اگر وہ لاعلم نہیں تھا تو کافر کہلائے گا اور اگر لاعلم تھا تو کافر نہیں ہوگا یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو کافر نہیں کہا جو اللہ کی قدرت میں شک کرتا تھا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت پہنچنے سے پہلے کسی کو کافر قرار نہیں دیتے تھے۔ اسی طرح ابن عقیل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ آدمی (جس نے جلانے کی وصیت کی تھی) کو رسالت نہیں پہنچی تھی شیخ تقی الدین رحمہ اللہ صفات کے بارے میں کہتے ہیں کہ جاہل کو کافر نہیں کہا جاسکتا البتہ شرک میں یہ عذر نہیں بن سکتا جس طرح ان کے رائے اتحادیہ کے بارے میں گذر چکی

ہے کہ وہ کافر ہیں اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ صاحب اختیارات لکھتے ہیں مرتد وہ ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے نفرت کرے یا منکرات کو ترک نہ کردے یا یہ کہے کہ صحابہ میں سے کسی صحابی نے کفار کی معیت و مدد میں جنگ کی ہے یا کفار کی مدد کے لئے جنگ کرنا جائز سمجھے۔ یا کسی ایسے فرعی مسائل میں سے کسی ایسے مسئلہ کا انکار کرے جس پر قطعی اجماع ہوچکا ہو یا اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلے اور ذرائع بناتا ہو اور ان پر بھروسہ و توکل کرتا ہو، انہیں پکارتا ہو مرادیں مانگتا ہو تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے اور جو شخص اللہ کی صفات میں شک کرے ایسی صفت کہ جس سے لاعلمی نہیں ہوسکتی تو ایسا شخص مرتد اور اگر صفت ایسی ہو کہ جس سے عام طور پر لوگ بے خبر و لاعلم ہوں تو ایسے کو مرتد نہیں کہیں گے۔ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ صفات سے لاعلم کو کافر نہیں کہتے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کافر نہیں کہا تھا جس نے اللہ کی قدرت میں شک کیا تھا) گذشتہ جتنی باتیں کافر کردینے والی ذکر ہوچکی ہیں ان میں صفات سے لاعلم شخص میں فرق ہے اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ شیخ کہتے ہیں کہ جہمیہ کو کافر کہنے میں توقف کرنا چاہیے جبکہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ اسلام کی رائے کچھ اور ہے المجد رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر وہ بدعت جس کے داعی کو ہم کافر سمجھتے ہیں اس میں ہم مقلد کو فاسق کہتے ہیں جیسا کہ خلق قرآن کے قائل اور اللہ کے علم کو مخلوق کہنے والے یا اس کے اسماء کو مخلوق سمجھنے والے یا یہ کہنے والا کہ قیامت میں اللہ کو نہیں دیکھا جاسکے گا یا کوئی شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہو یا یہ کہے کہ ایمان صرف عقیدے کو کہے یا اس جیسی اور باتیں ہوں جو شخص ان بدعات کو جانتا ہو ان کی طرف دعوت دیتا ہو ان کے دفاع کے لئے دلائل دیتا ہو بحث کرتا ہو ایسے شخص کے کافر ہونے کا حکم ہے اور اس پر احمد رحمہ اللہ نے متعدد دلائل دیئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ان لوگوں نے لاعلمی کے باوجود مرتکبین کو کافر کہا ہے۔

(الدرر السنیۃ: ۱۲/۶۸،۷۴)

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں جلانے کی وصیت کرنے والے جس شخص کا ذکر ہے وہ شخص موحد تھا مشرک نہیں جیسا کہ ابو کامل نے حماد سے ابی رافع سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ۔

((لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيْدَ)) "اس نے توحید کے علاوہ کوئی عمل نہیں کیا تھا"

لہٰذا اس حدیث سے استدلال زیر بحث مسئلہ میں نہیں ہوسکتا۔ (منہاج التاسیس و التقدیس: ۲۱۸)

حجت قائم کرنا

شیخ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے مسلمان بھائی اکثر شیخ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ جس نے فلاں فلاں بات کا انکار کیا اور اس پر حجت قائم ہوگئی (تو وہ کافر ہے) اب یہ مسلمان طواغیت اور ان کے متبعین کے کفر میں شک کر رہے ہیں؟ کیا ان پر حجت قائم ہے؟ تعجب کی بات ہے کہ

دنیا میں اس کا یہی حکم ہے آخرت کے عذاب میں اختلاف ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ اسے عذاب نہیں ہوگا اس لیے اللہ کا فرمان ہے۔ ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۱۵) "ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک رسول نہ بھیجیں" آخرت میں اللہ اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک حجت قائم نہ کی ہو دنیا میں ایسے شخص کو مشرک کہا جائے گا آخرت میں معاملہ کچھ اور ہے اصل بات یہ ہے کہ زیادہ تر مسلمان تفہیم الحجۃ اور قیام الحجۃ میں فرق نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں سے زیادہ تر منافق اور کافر سمجھتے نہیں کہ ان پر حجت قائم ہوچکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان: ۴۴)

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 105

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں جلانے کی وصیت کرنے والے جس شخص کا ذکر ہے وہ شخص موحد تھا مشرک نہیں جیسا کہ ابو کامل نے حماد سے ابی رافع سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ۔

((لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيْدَ)) "اس نے توحید کے علاوہ کوئی عمل نہیں کیا تھا"

لہٰذا اس حدیث سے استدلال زیر بحث مسئلہ میں نہیں ہوسکتا۔ (منہاج التاسیس و التقدیس: ۲۱۸)

حجت قائم کرنا

شیخ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے مسلمان بھائی اکثر شیخ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ جس نے فلاں فلاں بات کا انکار کیا اور اس پر حجت قائم ہوگئی (تو وہ کافر ہے) اب یہ مسلمان طواغیت اور ان کے متبعین کے کفر میں شک کر رہے ہیں؟ کیا ان پر حجت قائم ہے؟ تعجب کی بات ہے کہ

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 106

دنیا میں اس کا یہی حکم ہے آخرت کے عذاب میں اختلاف ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ اسے عذاب نہیں ہوگا اس لیے اللہ کا فرمان ہے۔ ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۱۵) "ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک رسول نہ بھیجیں" آخرت میں اللہ اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک حجت قائم نہ کی ہو دنیا میں ایسے شخص کو مشرک کہا جائے گا آخرت میں معاملہ کچھ اور ہے اصل بات یہ ہے کہ زیادہ تر مسلمان تفہیم الحجۃ اور قیام الحجۃ میں فرق نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں سے زیادہ تر منافق اور کافر سمجھتے نہیں کہ ان پر حجت قائم ہوچکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان: ۴۴)

طرح علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو قتل کیا جو ان کے بارے میں خدائی کا دعویٰ رکھتے تھے انہیں آگ میں جلایا حالانکہ وہ لوگ صحابہ کے شاگرد تھے عبادت کرتے تھے نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے خود کو حق پر سمجھتے تھے اسی طرح سلف کا اجماع ہے کہ غلو کرنے والے قدریہ کافر ہیں باوجودیکہ وہ عالم بھی تھے اور عبادت بھی زیادہ کرتے تھے خود کو بہتر عمل کرنے والے سمجھتے تھے مگر سلف میں سے کسی نے انہیں کافر کہنے میں تأمل نہیں کیا صرف اس بنا پر کہ وہ سمجھے نہیں ہیں یہ سب نہیں سمجھ سکے؟ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب یہ یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ یہ عمل کفر ہے کہ لوگ طاغوتوں کی پرستش کر رہے ہیں اسلام سے دشمنی کر رہے ہیں پھر سمجھتے ہیں کہ وہ مرتد نہیں ہیں شاید کہ یہ لوگ حجت نہیں سمجھ سکے حالانکہ یہ سب کچھ واضح ہے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے جلایا ان کے ساتھ موجودہ صورت زیادہ مشابہ ہے۔

(الدرر السنیۃ: ۱۰/ ۹۲،۹۵)

طرح ہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زکوۃ مانعین تھے اور جو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مرتد تھے یہ سب لوگ مرتد ہیں۔ پھر شیخ الاسلام کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر ہم اس طرح کافر کہنا شروع کر دیں تو بہت سے اسلاف کو کافر کہنا پڑے گا حالانکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے کہ معین کو کافر اس وقت کہا جائے گا جب اس پر حجت قائم ہو جائے اور یہ سب کو معلوم ہے قیام حجت کا مطلب یہ نہیں ہے اللہ و رسول کی بات کو اس طرح سمجھے جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پہنچ جائے اور عذر کی حالت سے نکل جائے تو پھر وہ کافر ہے جیسا کہ سارے کافر تھے کہ قرآن کا پہنچنا ہی قیام حجت تھا اللہ کا فرمان ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (کہف:۵۷)

''ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اس قرآن کو سمجھنے سے''۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 107

طرح علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو قتل کیا جو ان کے بارے میں خدائی کا دعویٰ رکھتے تھے انہیں آگ میں جلایا حالانکہ وہ لوگ صحابہ کے شاگرد تھے عبادت کرتے تھے نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے خود کو حق پر سمجھتے تھے اسی طرح سلف کا اجماع ہے کہ غلو کرنے والے قدریہ کافر ہیں باوجودیکہ وہ عالم بھی تھے اور عبادت بھی زیادہ کرتے تھے خود کو بہتر عمل کرنے والے سمجھتے تھے مگر سلف میں سے کسی نے انہیں کافر کہنے میں تأمل نہیں کیا صرف اس بنا پر کہ وہ سمجھے نہیں ہیں یہ سب نہیں سمجھ سکے؟ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب یہ یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ یہ عمل کفر ہے کہ لوگ طاغوتوں کی پرستش کر رہے ہیں اسلام سے دشمنی کر رہے ہیں پھر سمجھتے ہیں کہ وہ مرتد نہیں ہیں شاید کہ یہ لوگ حجت نہیں سمجھ سکے حالانکہ یہ سب کچھ واضح ہے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے جلایا ان کے ساتھ موجودہ صورت زیادہ مشابہ ہے۔

(الدرر السنیۃ: ۱۰/ ۹۲،۹۵)

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 108

طرح ہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زکوۃ مانعین تھے اور جو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مرتد تھے یہ سب لوگ مرتد ہیں۔ پھر شیخ الاسلام کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر ہم اس طرح کافر کہنا شروع کر دیں تو بہت سے اسلاف کو کافر کہنا پڑے گا حالانکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے کہ معین کو کافر اس وقت کہا جائے گا جب اس پر حجت قائم ہو جائے اور یہ سب کو معلوم ہے قیام حجت کا مطلب یہ نہیں ہے اللہ و رسول کی بات کو اس طرح سمجھے جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پہنچ جائے اور عذر کی حالت سے نکل جائے تو پھر وہ کافر ہے جیسا کہ سارے کافر تھے کہ قرآن کا پہنچنا ہی قیام حجت تھا اللہ کا فرمان ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (کہف:۵۷)

''ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اس قرآن کو سمجھنے سے''۔

حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (اعراف:۴۰)

"جب تک موٹی رسی یا اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ گذر جائے"۔

اسی طرح کی دیگر آیات بھی ہیں۔اس طرح کے عقیدے سے بھی بدتر عقیدہ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس امت پر حجت قائم نہیں ہے رسول اور قرآن آنے کے بعد۔

(عقیدۃ الموحدین:حکم تکفیر المعین: ۱۷۱)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ ہمارے شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیام حجت اور فہم حجت میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے جس کے پاس رسولوں کی دعوت پہنچ گئی اس پر حجت قائم ہوگئی اگر دعوت اس طرح پہنچی ہو کہ اس کے ساتھ علم ممکن ہو قیام حجت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو اس طرح سمجھے جس طرح اہل ایمان سمجھ گئے ہیں۔

اور اسے قبول کرے اس کے سامنے جھک جائے جو دعوت رسول لائے ہیں اس بات کو اگر سمجھ لیا جائے تو بہت سے شبہات کا ازالہ ہوسکتا ہے جو قیام حجت کے بارے میں لاحق ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان:۴۴)

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ لوگ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اس بھی زیادہ بدتر راہ پر ہیں"۔

نیز فرماتا ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (البقرۃ:۷)

"ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور ان کے کانوں پر ان کی آنکھوں پر پردے ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے"۔

ہمارے خیال میں شیخ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر حجت کا علم حاصل کرنا کسی کے لئے ممکن ہو یعنی کوئی ناسمجھ بچہ، یا مجنون ہو یا ان لوگوں میں سے ہو جو بات کو سمجھ نہیں سکتے اور کوئی ترجمہ کر کے انہیں سمجھانے والا بھی نہ ہو (ایسے لوگ مستثنیٰ ہیں) ان کے علاوہ جو بھی ہوں ان تک جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ جائے تو حجت قائم ہوگئی قرآن ان تک پہنچ گیا تو حجت قائم ہوگئی۔

(کشف الشبھتین: ۹۱)

عبد اللہ اور ابراہیم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کہ مشرکین کا دفاع کرنے والوں کی یہ بات کہ یہ لوگ حجت سمجھ نہیں سکے ہیں؟ تو یہ ان کی جہالت پر دلالت نہیں کرتی فہم حجت اور حجت پہنچنے میں فرق ہے حجت کو سمجھنا اور حجت پہنچنا دو الگ الگ باتیں ہیں اس شخص پر بھی حجت قائم ہوجاتی ہے جو اُسے سمجھ بھی نہ سکا ہو۔ (الدرر السنیۃ: ۱۰/۴۳۳)

شیخ محمد بن ناصر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس شخص کو قرآن پہنچ گیا اب اس کا کوئی عذر قبول نہیں اسلام کی بنیاد جن اصولوں پر ہے ان کو اللہ نے بیان کر دیا ہے ان کی وضاحت کر دی ہے۔

لہٰذا لوگوں پر حجت قائم ہوگئی ہے حجت قائم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان ان دلائل کو واضح طور پر سمجھ لے تب حجت قائم ہوگی کفار پر بھی حجت قائم ہوگئی ہے۔

اسی لیے تو اللہ نے فرمایا ہے کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں اس لیے سمجھ نہیں رہے۔

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (الانعام:۲۵)

"ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔کہ اس کو سمجھ لیں اور ان کے کانوں میں بہرے پن کو (پیدا کر دیا ہے)"

اس مضمون کی آیات بہت ساری ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ قرآن نہیں سمجھ سکے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے سزا کے طور پر ان کے دلوں پر پردے ڈالے ہیں اور ان کے کان بہرے کر دیئے ہیں ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے ان کی آنکھوں پر بھی پردے ہیں ان سب کے باوجود اللہ نے ان کا کوئی عذر قبول نہیں کیا ہے انہیں کافر قرار دے دیا ہے۔

ابن تیمیہ وابن قیم رحمہما اللہ کا قول کہ جس مشرک پر حجت قائم نہ ہوا سے مشرک کافر نہیں کہنا چاہیے اس قول سے استدلال کرنے والوں کے بارے میں عبد اللہ بن ابو بطین رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول شرک اکبر کے مرتکب کے بارے میں نہیں ہے نہ ہی غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کے بارے میں ہے۔ یہ بات شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خفی مسائل کے بارے میں کہی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ورنہ تو یہود ونصاریٰ اور دیگر تمام لوگ جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں وہ توحید اور ایک اللہ کی عبادت کی دعوت لے کر آئے ہیں غیر اللہ کی عبادت سے منع کر چکے ہیں یہ اسلام کے واضح ترین شعائر ہیں اب ان کے بعد کوئی شخص کیسے کہہ سکتا ہے کہ حجت قائم نہیں ہوئی ؟ (مجموعة الرسائل والمسائل النجدية: ٤ ٧٥)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس کو بھی قرآن پہنچ جائے چاہے انسان ہو یا جنات میں سے ہو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسے پہنچ گئی۔ (مجموع الفتاوی: ١٤٩/١٦)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمد: ٢٤)

”کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر تالے ہیں“۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ (المؤمنون: ٦٨)

کیا یہ لوگ اس فرمان پر غور نہیں کرتے یا آجائے ان کے پاس وہ جو ان سے پہلے والوں کے پاس نہیں آیا تھا؟“۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

(النساء: ٨٢)

”کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے“۔

جب منافقین اور کفار کو تدبر کرنے کی ترغیب دلائی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے معنی کو کفار سمجھ سکتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی: ١٠٨/٥)

نیز فرماتے ہیں کہ اللہ کی آیات سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔

❶ ایک ہے کہ ان آیات کو سمجھنا یا اس کے مسائل سمجھے جاسکیں۔

❷ اللہ کی عبادت عاجزی جب بھی آیات سنی جائیں اگر کوئی شخص یہ آیات سنے مگر اسے سمجھے نہ تو یہ قابل مذمت ہے اگر سمجھ لے مگر عمل نہ کرے تو بھی قابل مذمت ہے ہر شخص کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ آیات سنے انہیں سمجھے اور ان پر عمل کرے جس طرح کہ آیات کا سننا لازمی ہے سننے سے انکار و اعراض کرنے والا کافر ہے۔

اور جو شخص اللہ کے احکامات کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے وہ بھی کافر ہے جو شخص جانتا ہے کہ اسے کس بات کا حکم دیا گیا ہے اور پھر اس کے وجوب کا اقرار نہ کرے وہ بھی کافر ہے اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مذمت انہی دونوں باتوں کی وجہ سے کی ہے۔ (مجموع الفتاوی: ١٤٧/٢٢)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کا فرمان ہے جہنمی کہیں گے۔

﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

’’اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو کبھی جہنم کے عذاب میں نہ ہوتے‘‘۔

یہاں سننے سے مراد ہے سمجھ کا سننا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ﴾

’’اگر اللہ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو انہیں سنوا دیتا‘‘۔

یعنی سمجھا دیتا یہاں بھی سنوانے سے مراد سمجھنا ہے ورنہ آواز تو وہ سن ہی رہے تھے سننے سے ان پر اللہ کی حجت قائم ہوگئی۔ (مفتاح دار السعادۃ: ۱/۸۱۔۱۰۵)

عبداللہ وابراہیم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: مشرکین کا دفاع کرنے والے دلیل کے طور پر شیخ محمد کی رائے پیش کرتے ہیں کہ وہ قبے وغیرہ کے مجاوروں کو کافر کہتے ہیں اور بت پرست کو کافر نہیں کہتے جب

تمام لوگوں میں حتمی وقطعی ہے البتہ کسی خاص شخص کا نام لے کر جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کیا ہو اس کو کافر ہی کہا جائے گا۔ مگر یہ کہنا کہ اس شخص کو اللہ عذاب نہیں کرے گا جب تک قیام حجت نہ ہو تو ایسی بات اللہ کے علم وحکمت کے حوالے کرنی چاہیے اس لیے کہ اس کا تعلق ثواب وعذاب سے ہے جبکہ ہم صرف دنیا میں ظاہری احکام کے بارے میں ہی بات کر سکتے ہیں۔

(عقیدۃ الموحدین: حکم تکفیر المعین: ۱۸٤)

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیٹے حسین اور عبداللہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اسلام کی دعوت دینے سے قبل مرگیا اور وہ مشرک تھا اگر وہ شرک کے عمل کو جانتا تھا اور جان بوجھ کر اس نے شرک کو اپنایا تھا اور اسی حالت میں مرگیا تو یہ شخص حالت کفر میں مرا اس کے لیے دعا نہیں کی جائے گی اس کے لیے قربانی یا صدقہ نہیں کیا جا سکتا جبکہ آخرت کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر اس پر زندگی میں حجت قائم ہوگئی

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 113

’’اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو کبھی جہنم کے عذاب میں نہ ہوتے‘‘۔

یہاں سننے سے مراد ہے سمجھ کا سننا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ﴾

’’اگر اللہ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو انہیں سنوا دیتا‘‘۔

یعنی سمجھا دیتا یہاں بھی سنوانے سے مراد سمجھنا ہے ورنہ آواز تو وہ سن ہی رہے تھے سننے سے ان پر اللہ کی حجت قائم ہوگئی۔ (مفتاح دار السعادۃ: ۱/۸۱۔۱۰۵)

عبداللہ وابراہیم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: مشرکین کا دفاع کرنے والے دلیل کے طور پر شیخ محمد کی رائے پیش کرتے ہیں کہ وہ قبے وغیرہ کے مجاوروں کو کافر کہتے ہیں اور بت پرست کو کافر نہیں کہتے جب

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 114

تمام لوگوں میں حتمی وقطعی ہے البتہ کسی خاص شخص کا نام لے کر جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کیا ہو اس کو کافر ہی کہا جائے گا۔ مگر یہ کہنا کہ اس شخص کو اللہ عذاب نہیں کرے گا جب تک قیام حجت نہ ہو تو ایسی بات اللہ کے علم وحکمت کے حوالے کرنی چاہیے اس لیے کہ اس کا تعلق ثواب وعذاب سے ہے جبکہ ہم صرف دنیا میں ظاہری احکام کے بارے میں ہی بات کر سکتے ہیں۔

(عقیدۃ الموحدین: حکم تکفیر المعین: ۱۸٤)

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیٹے حسین اور عبداللہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اسلام کی دعوت دینے سے قبل مرگیا اور وہ مشرک تھا اگر وہ شرک کے عمل کو جانتا تھا اور جان بوجھ کر اس نے شرک کو اپنایا تھا اور اسی حالت میں مرگیا تو یہ شخص حالت کفر میں مرا اس کے لیے دعا نہیں کی جائے گی اس کے لیے قربانی یا صدقہ نہیں کیا جا سکتا جبکہ آخرت کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر اس پر زندگی میں حجت قائم ہوگئی

شاید اس فتوی میں کوئی مانع ہو جیسے کہ جہالت اور نص کی مخالفت سے لاعلمی یا دلیل کی دلالت سے ناواقفیت اس لیے کہ شریعت کے احکام اس وقت لاگو ہوتے ہیں جب وہ کسی کو پہنچ جائیں۔

(الدرر السنیۃ: ۱۰/ ۴۳۲، ۴۳۳)

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ کی اس بارے میں رائے مشہور ہے انہوں نے اس سے متعلق کچھ کہا ہے جس میں سے ہم کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ قبہ کی پرستش کرنے والے کے بارے میں توقف کرتے ہیں اس کی وجہ ہم بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کے مخالفین ان پر مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا الزام لگاتے تھے اس لیے شیخ رحمہ اللہ کے حمایتیوں نے اس واقعہ کو ان کے دفاع کے لئے ذکر کیا ورنہ یہ دعوی قرآن وسنت کی رو سے صحیح نہیں ہے دلیل کا محتاج ہے تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ کی تمام کتب سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تکفیر معین کے قائل تھے اس میں کسی قسم کا توقف نہیں کرتے تھے۔

(عقیدۃ الموحدین: حکم تکفیر المعین: ۱۷۹)

شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ نے شرح التوحید میں لکھا ہے جس نے کلمہ توحید کا اقرار کیا، نماز پڑھی، زکوۃ دی مگر اپنے افعال سے اس اقرار کی مخالفت کی وہ اس طرح کہ اولیاء وصالحین کو مدد کے لئے پکارتا رہا ان کے لئے ذبح کرتا رہا تو یہ یہود ونصاری کی طرح ہے کہ کلمہ توحید کا زبان سے اقرار کیا اور عمل سے اس کی مخالفت کرتے تھے اسی وجہ سے لوگوں نے کہا ہے کہ مشرک وہ ہے جو یہود ونصاری کی طرح کلمہ کا اقرار کرتا ہے اور عملاً اس کی مخالفت کرتا ہے اگر کسی نے مشرک کی تعریف وہی کر لی جو یہود ونصاری کی کی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں مگر وضاحت کے بعد کسی کو کافر کہا جائے گا یہ واضح ترین بات ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ (عقیدۃ الموحدین: حکم تکفیر المعین: ۱۷۸)

مشرکین کے درمیان رہنا جائز ہے یا نہیں؟

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو لوگ حالات کے مطابق رہنے کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے خیال میں دین کے اظہار کا مطلب ہے صرف بدنی اعمال (حالانکہ ائمہ نے حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے کی بات نہیں کی ہے) اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دین کے اظہار کا مطلب بدنی اعمال بجالانا ہے تو پھر ان میں توحید اور اس کے متعلقات بھی شامل ہونی چاہئیں اس لیے کہ توحید نماز کی نسبت زیادہ اہم ہے اختلافات اس کی وجہ سے زیادہ ہیں دین کے اظہار کا مطلب ہے کے عقیدے کا اظہار اور اس کی مخالفت سے برأت کا اظہار جو لوگ بدنی عبادات کی اجازت کو مشرکین کے علاقے میں رہنے کا جواز سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مشرکین کے ہاں رہنے کی جواز کی وجہ ہے عبادت سے منع نہ کرنا اگر یہ علت مان لی جائے تو پھر شریعت کے تمام نصوص بے فائدہ ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اکثر ممالک میں عبادات سے کسی کو روکا نہیں جاتا لہٰذا جواز کے قائلین کا دعوی غلط اور ان کی سمجھ بے کار ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص شرک چھوڑ دے اور توحید کو اپنا لے اس کا اسلام اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک وہ مشرکین سے دشمنی نہ رکھے بلکہ ان سے دشمنی اور عداوت کا اظہار نہ کرے شیخ کی اس بات کی وضاحت مدنظر رکھنا چاہیے کہ کسی کا اسلام اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک مشرکین سے نفرت وعداوت کا اظہار نہ کرے اب اگر کوئی شخص مشرکین کے درمیان رہتا ہے یا رہنے کو جائز کہتا ہے تو مشرکین کی نفرت ودشمنی کہاں ہے؟ شیخ رحمہ اللہ کی رائے کی تائید میں کتاب وسنت کے بے شمار دلائل ہیں متاخرین علماء نے اس شخص کو شرک کے ملک کی طرف سفر کرنا جائز قرار دیا ہے جو اپنے دین کا اظہار کر سکتا ہو اصل مسئلہ ہی دین کے اظہار کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان دشمنی اس وقت شدید ہوئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دین سے نفرت کا اظہار کیا تھا۔ ان کی آراء کو رد کیا تھا ان کے معبودوں کی عاجزی اور بطلان ثابت کیا تھا لہٰذا شیخ

رحمہ اللہ کی اس بات میں غور کرنا چاہیے جب وہ کہتے ہیں کہ دشمنی کے واضح اظہار کے بغیر کسی کا دین صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا یعنی اسلام ہی ناقص ہے ایسے اسلام کا حامل وعید کا مستحق ہے شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس رائے کی تائید میں دلائل بھی بہت سارے ہیں یعنی عقیدے کے اظہار کے وجوب کے دلائل اگر اظہار عداوت اہم نہ ہو تو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا تو مشرکین سے دشمنی رکھتا ہی ہے مگر دشمنی رکھنے اور دشمنی کے اظہار میں فرق ہے۔ (الدرر السنیہ: ۱۲/۴۱۲، ۴۱۴)

شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ کہتے ہیں: بہت سے لوگوں کو جب کلمہ توحید زبان سے ادا کرنے، نماز پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے انہیں مساجد جانے سے نہیں روکا جاتا تو وہ سمجھتے ہیں کہ دین کا اظہار ہو گیا اگرچہ مشرکین کے درمیان رہتے ہوں یا مرتدین کی آبادی میں حالانکہ اس طرح سمجھنا بہت ہی غلط ہے ایسی رائے رکھنا بڑی غلطی اور بھول ہے یاد رکھنا چاہیے کہ کفر کی متعدد اقسام ہیں اور کافر کر دینے والے امور کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں چند قسمیں ذکر ہو چکی ہیں۔ کفر کی جماعتوں اور گروہوں میں سے ہر گروہ کے ہاں کفر کی ان اقسام میں سے کوئی نہ کوئی قسم مشہور ہوتی ہے۔ کوئی بھی شخص اس وقت تک مسلمان دین کو ظاہر کرنے والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ کفر کی اس قسم کی مخالفت نہ کرے جو ان کے ہاں مشہور ہے اور جب تک اس کفر سے برأت کا اور دشمنی کا اظہار نہ کرے مثلاً اگر کسی شخص کا کفر یہ ہے کہ وہ شرک کرتا ہے تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ یہ ہو گا کہ شرک سے برأت کا اعلان کر دیا جائے اور صراحت سے توحید کا اقرار کر لیا جائے جس شخص کا کفر یہ ہو کہ وہ رسالت کا انکار کرتا ہے تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، دعوت اور اتباع کا واضح اعلان و اظہار کر دیا جائے، جس شخص کا کفر یہ ہو کہ وہ نماز چھوڑتا ہو تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ ہے کہ نماز پڑھنا اور اس کا حکم کرنا جس شخص کا کفر یہ ہو کہ وہ مشرکین سے دوستی کرتا ہو ان کا کہنا مانتا ہو تو اس کے سامنے دین کے اظہار کا طریقہ ہے کہ اس سے دشمنی کا اعلان اس سے اور تمام مشرکین سے

نفرت و برأت کا اعلان، خلاصہ کلام یہ ہے کہ دین کا اظہار صرف اس کو کہا جائے گا جب وہ ان لوگوں سے برأت کا اعلان کر دے جن کے ساتھ وہ رہتا ہے اور وہ لوگ کسی قسم کے کفر میں مبتلا ہیں اس کفر سے بھی عداوت و نفرت کا اظہار کر دے اور اگر خود کسی قسم کے کفر میں مبتلا ہو تو اس کفریہ عمل سے برأت کا اعلان کر دے جس کی وجہ سے وہ کفر میں ملوث ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے کہ اس نے ہمارے دین کو غلط کہا ہے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کی ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ O وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ O وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (یونس: ۱۰۴، ۱۰۶)

”اے لوگو! اگر تم کو میرے لائے ہوئے دین کے بارے میں شک ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو البتہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں موت دیتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مؤمنوں میں سے ہو جاؤں اور یہ کہ اپنا چہرہ (ذات) دین کے لئے قائم رکھو سیدھا رکھو یکطرفہ ہو کر اور مشرکین میں سے مت بنو۔ اللہ کے علاوہ اس کو مت پکارو جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ اس وقت ظالموں میں سے ہوں گے“۔

اللہ نے اس آیت میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ کہہ کر تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہیں اگر تمہیں اس دین میں شک ہے جس پر میں قائم ہوں تو میں تمہارے دین سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اس لیے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مؤمنوں میں سے رہوں جو

تمہارے دشمن ہیں۔ اور مجھے اللہ نے مشرک سے ملنے سے منع کیا ہے۔ جو تمہارے دوست ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ O لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ O وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ O

(الکافرون: ۱،۳)

"کہہ دو اے کافرو میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں"

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے وہ کافروں سے کہہ دیں کہ جس دین پر تم ہو میں اس سے بیزار ہوں اور جس دین پر میں ہوں اس سے تم بیزار رہو مقصد ہے کہ صراحت سے انہیں بتا دینا کہ تم کفر پر ہو اور میں تم سے اور تمہارے دین سے بیزار ہوں۔ لہٰذا جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر غور کرو اور علماء کہلانے والوں کو بھی دیکھ لو کہ مشرکین کے ملکوں میں جاتے ہیں وہاں لمبا عرصہ ٹھہرتے ہیں علم حاصل کرتے ہیں ان مشرکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی واپس مسلمانوں میں جاتا ہے اور اس سے کہا جائے کہ اپنے اس عمل سے توبہ کرلو جو تم نے کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کیا میں علم حاصل کرنے سے توبہ کرلوں؟ پھر اپنے اقوال و افعال سے ثابت کرتا ہے کہ اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے مگر اس پر تعجب اور حیرت کی کوئی ضرورت اس لیے نہیں کہ مشرکین سے میل ملاپ نے اسے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان بنا دیا ہے لہٰذا اس نافرمانی کی پاداش میں اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے تعجب اور حیرت تو ان موحدین اور دینداروں پر ہوتی ہے جو مشرکین اور موحدین میں اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اپنی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دونوں میں فرق اور جدائی رکھی ہے۔ (عقيدة الموحدين: حكم تكفير المعين: ۱۷۳)

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 119

تمہارے دشمن ہیں۔ اور مجھے اللہ نے مشرک سے ملنے سے منع کیا ہے۔ جو تمہارے دوست ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ O لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ O وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ O

(الکافرون: ۱،۳)

"کہہ دو اے کافرو میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں"

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے وہ کافروں سے کہہ دیں کہ جس دین پر تم ہو میں اس سے بیزار ہوں اور جس دین پر میں ہوں اس سے تم بیزار رہو مقصد ہے کہ صراحت سے انہیں بتا دینا کہ تم کفر پر ہو اور میں تم سے اور تمہارے دین سے بیزار ہوں۔ لہٰذا جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 120

پر غور کرو اور علماء کہلانے والوں کو بھی دیکھ لو کہ مشرکین کے ملکوں میں جاتے ہیں وہاں لمبا عرصہ ٹھہرتے ہیں علم حاصل کرتے ہیں ان مشرکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی واپس مسلمانوں میں جاتا ہے اور اس سے کہا جائے کہ اپنے اس عمل سے توبہ کرلو جو تم نے کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کیا میں علم حاصل کرنے سے توبہ کرلوں؟ پھر اپنے اقوال و افعال سے ثابت کرتا ہے کہ اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے مگر اس پر تعجب اور حیرت کی کوئی ضرورت اس لیے نہیں کہ مشرکین سے میل ملاپ نے اسے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان بنا دیا ہے لہٰذا اس نافرمانی کی پاداش میں اس کا عقیدہ خراب ہو چکا ہے تعجب اور حیرت تو ان موحدین اور دینداروں پر ہوتی ہے جو مشرکین اور موحدین میں اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اپنی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دونوں میں فرق اور جدائی رکھی ہے۔ (عقيدة الموحدين: حكم تكفير المعين: ۱۷۳)

)اس کے منافی ہیں (یعنی اگر کوئی شخص کسی عمل کی بنا پر گمراہ یا مرتد ہوا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کا وہ عمل شرعی حکم کے منافی تھا)۔(عقیدۃ الموحدین:حکم تکفیر المعین:۱۷۶)

بعض ہم عصروں کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

پہلا اعتراض

ان لوگوں کا شبہ جو لوگوں کے اقوال سے دلیل لیتے ہے اور شرعی دلیل ترک کر دیتے ہیں۔ایسے شخص کو شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ نے شرک فی الا طاعت کرنے والوں میں شمار کیا ہے یعنی شرک اکبر کرنے والوں میں شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔جب مکلف کو کتاب وسنت کی دلیل مل جائے اور اس کا معنی وہ سمجھ جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس دلیل پر عمل کرے۔اگر چہ اس دلیل پر عمل

’’اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم لوگ مشرک ہو جاؤ گے‘‘۔

اس قسم کے شرک میں بہت سے وہ لوگ مبتلا ہیں جو بلا دلیل تقلید کر رہے ہیں۔(فتح المجید:۱ ۳۹ ۱)

شیخ عبداللہ بن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں:جب انسان کے سامنے حق واضح ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات سے نہ ڈرے کہ اس کی حمایت کرنے والے کم ہیں اور مخالفین زیادہ خاص کر اس دور میں ،اگر کوئی جاہل شخص یہ کہے کہ یہ بات تو فلاں نے نہیں کہی تو یہ کفار والی باتیں ہیں جو کہتے تھے۔

لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَیْهِ (الاحقاف:۱۱)

’’اگر یہ(شریعت) بہتر چیز ہوتی تو یہ لوگ ہم سے آگے نہ بڑھتے‘‘۔

دوسری جگہ ہے۔

اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْ بَیْنِنَا (العام:۵۳)

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 121

)اس کے منافی ہیں (یعنی اگر کوئی شخص کسی عمل کی بنا پر گمراہ یا مرتد ہوا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کا وہ عمل شرعی حکم کے منافی تھا)۔(عقیدۃ الموحدین:حکم تکفیر المعین:۱۷۶)

بعض ہم عصروں کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

پہلا اعتراض

ان لوگوں کا شبہ جو لوگوں کے اقوال سے دلیل لیتے ہے اور شرعی دلیل ترک کر دیتے ہیں۔ایسے شخص کو شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ نے شرک فی الا طاعت کرنے والوں میں شمار کیا ہے یعنی شرک اکبر کرنے والوں میں شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔جب مکلف کو کتاب وسنت کی دلیل مل جائے اور اس کا معنی وہ سمجھ جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس دلیل پر عمل کرے۔اگر چہ اس دلیل پر عمل

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 122

’’اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم لوگ مشرک ہو جاؤ گے‘‘۔

اس قسم کے شرک میں بہت سے وہ لوگ مبتلا ہیں جو بلا دلیل تقلید کر رہے ہیں۔(فتح المجید:۱ ۳۹ ۱)

شیخ عبداللہ بن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں:جب انسان کے سامنے حق واضح ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات سے نہ ڈرے کہ اس کی حمایت کرنے والے کم ہیں اور مخالفین زیادہ خاص کر اس دور میں ،اگر کوئی جاہل شخص یہ کہے کہ یہ بات تو فلاں نے نہیں کہی تو یہ کفار والی باتیں ہیں جو کہتے تھے۔

لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَیْهِ (الاحقاف:۱۱)

’’اگر یہ(شریعت) بہتر چیز ہوتی تو یہ لوگ ہم سے آگے نہ بڑھتے‘‘۔

دوسری جگہ ہے۔

اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْ بَیْنِنَا (العام:۵۳)

مجھ سے اللہ ان کے بارے میں سوال کرے گا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنے دین کے اول اور آخر اور اس کے بنیادوں کو مضبوطی سے پکڑو اور وہ دین یہ ہے شہادۃ ان لاالہ الا اللہ یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اس کے معنی کو سمجھو اور اس کلمے والوں سے محبت کرو ان کو اپنا بھائی سمجھو اگرچہ وہ دور ہی کیوں نہ ہو اور طاغوت کا انکار کرو ان سے دشمنی کرو اور جو ان طاغوت سے محبت کرتے ہیں ان پر بھی غصے کا اظہار کرو اور جو ان کے طرف سے لڑتا ہے ان کو کافر نہیں سمجھتا اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے ان کا مکلف نہیں بنایا تو ایسا شخص اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے حالانکہ اس کو اللہ نے مکلف بنایا ہے اور طاغوت سے انکار اور ان سے برأت کا اظہار اس پر فرض کردیا ہے اگرچہ وہ (طاغوت) اس کے بھائی یا اولاد ہی کیوں نہ ہو اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی دین کو مضبوطی سے پکڑو تاکہ تم اپنے رب سے ایسے حال میں ملو کہ تم نے اس سے شرک نہ کیا ہو اے اللہ ہمیں

یہ ہو کہ میں اس کے سوا سب کچھ چھوڑتا ہوں۔ لیکن مشرکین سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوں پھر یہ گمان نہیں کرتا کہ میں اس کے ذریعے جنت میں داخل ہو جاؤں گے۔ بلکہ ضروری ہے کہ آپ ان سے بغض اور عداوت کا اظہار کریں اور جو ان کو پسند کرتے ہیں ان سے بھی دشمنی اور عداوت کا اظہار کریں ان کو برا بھلا کہیں اور ان سے دشمنی رکھیں۔

جیسے کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کہا تھا۔

إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ ○ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ (الممتحنۃ:۴)

''کہ ہم تم سے اور جس چیز کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سے بری ہیں ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان بغض اور عداوت ہمیشہ کے لئے ظاہر

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 123

مجھ سے اللہ ان کے بارے میں سوال کرے گا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنے دین کے اول اور آخر اور اس کے بنیادوں کو مضبوطی سے پکڑو اور وہ دین یہ ہے شہادۃ ان لاالہ الا اللہ یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اس کے معنی کو سمجھو اور اس کلمے والوں سے محبت کرو ان کو اپنا بھائی سمجھو اگرچہ وہ دور ہی کیوں نہ ہو اور طاغوت کا انکار کرو ان سے دشمنی کرو اور جو ان طاغوت سے محبت کرتے ہیں ان پر بھی غصے کا اظہار کرو اور جو ان کے طرف سے لڑتا ہے ان کو کافر نہیں سمجھتا اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے ان کا مکلف نہیں بنایا تو ایسا شخص اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے حالانکہ اس کو اللہ نے مکلف بنایا ہے اور طاغوت سے انکار اور ان سے برأت کا اظہار اس پر فرض کردیا ہے اگرچہ وہ (طاغوت) اس کے بھائی یا اولاد ہی کیوں نہ ہو اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی دین کو مضبوطی سے پکڑو تاکہ تم اپنے رب سے ایسے حال میں ملو کہ تم نے اس سے شرک نہ کیا ہو اے اللہ ہمیں

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 124

یہ ہو کہ میں اس کے سوا سب کچھ چھوڑتا ہوں۔ لیکن مشرکین سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوں پھر یہ گمان نہیں کرتا کہ میں اس کے ذریعے جنت میں داخل ہو جاؤں گے۔ بلکہ ضروری ہے کہ آپ ان سے بغض اور عداوت کا اظہار کریں اور جو ان کو پسند کرتے ہیں ان سے بھی دشمنی اور عداوت کا اظہار کریں ان کو برا بھلا کہیں اور ان سے دشمنی رکھیں۔

جیسے کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کہا تھا۔

إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ ○ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ (الممتحنۃ:۴)

''کہ ہم تم سے اور جس چیز کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سے بری ہیں ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان بغض اور عداوت ہمیشہ کے لئے ظاہر

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا ہوں اور حق پر بھی ہوں لیکن میں لات، عزی، ابوجہل اور دیگر معبودانِ باطلہ سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ہی یہ میری ذمہ داری ہے تو ایسا شخص صحیح مسلمان نہیں ہوسکتا۔ (الدرر السنیۃ: ۲/۱۰۹)

تیسرا اعتراض

جو لوگ عذر پیش کرتے ہیں قانون ساز طاغوتوں سے حدیث کفر دون کفر اور قرآن کی آیت ۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:۴۴) کے بل بوتے پر ۔

سلمان علوان اپنے کتاب (التبیان بشرح نواقض الاسلام) میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ اقتضاء میں لکھتے ہیں (۱/۲۰۸) کہ الف لام کے ساتھ ''الکفر'' اور بغیر الف لام ''کفر'' میں فرق ہے الف لام کے ساتھ حدیث میں مستعمل ہے

کو روایت کیا ہے عبدالرزاق نے اپنے تفسیر میں معمر عن ابن طاؤس عن ابیہ وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیات کے بارے میں پوچھا گیا (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ) جو قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کرتے یہی لوگ کافر ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (ھی کفر) کہ یہ کفر ہے اور یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ یہ آیت اس بات پر مطلق ہے کہ (الکفر) سے مراد سب سے بڑا کفر ہے۔ تو ایسے شخص کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں جو کہ شریعت سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کی آراء کا پابند ہو۔ یہ بات نہ صرف یہ کہ دین میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے بلکہ ایک صاف ستھری دین سے اعراض کرنے کا بھی سبب بنتی ہے تو یہ اپنی جگہ ایک مستقل کفر ہے۔

اور جو قول ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنے تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 125

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا ہوں اور حق پر بھی ہوں لیکن میں لات، عزی، ابوجہل اور دیگر معبودانِ باطلہ سے اعراض نہیں کرتا اور نہ ہی یہ میری ذمہ داری ہے تو ایسا شخص صحیح مسلمان نہیں ہوسکتا۔ (الدرر السنیۃ: ۲/۱۰۹)

تیسرا اعتراض

جو لوگ عذر پیش کرتے ہیں قانون ساز طاغوتوں سے حدیث کفر دون کفر اور قرآن کی آیت ۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:۴۴) کے بل بوتے پر ۔

سلمان علوان اپنے کتاب (التبیان بشرح نواقض الاسلام) میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ اقتضاء میں لکھتے ہیں (۱/۲۰۸) کہ الف لام کے ساتھ ''الکفر'' اور بغیر الف لام ''کفر'' میں فرق ہے الف لام کے ساتھ حدیث میں مستعمل ہے

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 126

کو روایت کیا ہے عبدالرزاق نے اپنے تفسیر میں معمر عن ابن طاؤس عن ابیہ وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیات کے بارے میں پوچھا گیا (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ) جو قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کرتے یہی لوگ کافر ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (ھی کفر) کہ یہ کفر ہے اور یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ یہ آیت اس بات پر مطلق ہے کہ (الکفر) سے مراد سب سے بڑا کفر ہے۔ تو ایسے شخص کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں جو کہ شریعت سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کی آراء کا پابند ہو۔ یہ بات نہ صرف یہ کہ دین میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے بلکہ ایک صاف ستھری دین سے اعراض کرنے کا بھی سبب بنتی ہے تو یہ اپنی جگہ ایک مستقل کفر ہے۔

اور جو قول ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنے تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

چوتھا اعتراض

جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک اس کے زمرے میں آ گیا سرکاری ملا اس حدیث کو عوام الناس کے سامنے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ اکثر طالب علم اس بات کا اقرار کرنے لگے کہ جس نے مسلمان کو کافر کہا وہ کافر ہے حالانکہ یہ قول باطل ہے اکثر طالب علم طاغوت کو کافر کہنے سے ڈرتے ہیں طاغوت پر ظالم کا لیبل لگانے سے بھی ڈرتے ہیں اور یہ بات کئی سارے وجوہ سے قابل غور ہے۔

① عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حاطب بلتعہ رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا کیونکہ اس نے بڑا جرم کیا تھا کفر نہیں کیا تھا اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے اس کو مومن کہہ کر پکارا جیسے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الممتحنة: ١)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کا ارادہ کیا تو حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش قدمی کا لکھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (دعني اضرب عنق هذا المنافق) مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند نہیں کیا اور نہ ہی اس بات پر غصہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا اور کہا جو تم چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے پورا واقعہ بخاری میں موجود ہے اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ عمر کافر ہو مسلمانوں کو کافر کہتے ہوں یا تو خوارج میں سے ہے جس طرح کے آج کل سرکاری مولوی اہل توحید کو کہتے ہیں اس واقعہ پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے اپنی کتاب صحیح البخاری میں (باب من لم یری الکافر من قال ذلك متأولا او جاهلا) جو لوگ اس شخص کو کافر نہیں سمجھتے جو تاویل یا لاعلمی کی بنا پر ایسا کہتا ہے۔

حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟ اس بارے میں امام ابن قیم رحمہ

اللہ فرماتے ہیں۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی یا تاویل کی بنا پر کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہے اور یہ بات وہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کہے اپنا کوئی فائدہ یا ذاتی غرض اس میں شامل نہ ہو تو ایسا کہنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ گناہ گار بھی نہیں کہا جا سکتا البتہ اس کی اچھی نیت اور ارادے کا اسے ثواب ملے گا اس کے برعکس بدعتی اور خواہشات کی پیروی کرنے والے کو جو کہ اپنی خواہشات اور بدعات کی مخالفت کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ لوگ خود اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ انہیں کافر و بدعتی کہا جائے۔ (زاد المعاد:۳/۳۷۲)

② بخاری شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر اپنی قوم کو جا کر نماز پڑھاتے تھے ایک دن انہوں نے نماز میں سورۃ بقرہ پڑھی تو ایک شخص جماعت سے علیحدہ ہو گیا اور ہلکی نماز پڑھ کر چلا گیا سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ وہ منافق ہے۔

پھر اس آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو اس آدمی کے منافق کہنے کے متعلق کچھ نہیں کہا بلکہ لمبی نماز پڑھانے پر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو ٹوکا اور کہا۔ اے معاذ تم لوگوں کو نماز سے متنفر کرنا چاہتے ہو تین مرتبہ کہا۔ پھر فرمایا: تم نماز میں سورۃ الشمس اور سورۃ الاعلیٰ وغیرہ کی تلاوت کیا کرو

③ اسی طرح واقعہ افک کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان جو جھگڑا ہوا تھا یہ حدیث بھی بخاری شریف میں موجود ہے۔

بخاری شریف میں سورۃ النور کی تفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا اے مسلمانو! اس آدمی سے کون میرا دفاع کرے گا جس نے میرے گھر والوں کے متعلق مجھے تکلیف میں مبتلا کیا ہے؟ میں تو اپنے گھر والوں کے متعلق اچھا گمان رکھتا ہوں اور

ان منافقین نے الزام بھی اس آدمی پر لگایا ہے جس کے بارے میں میرا حسن ظن ہے اور وہ شخص میرے گھر پر میرے بغیر کبھی نہیں آتا سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کروں گا اگر اس کا قبیلہ اوس ہے تو میں اس کا کام تمام کر دوں گا اور اگر اس کا تعلق ہمارے قبیلہ خزرج سے ہے تو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں ہم وہی کریں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قبیلہ خزرج کا سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اور وہ اس سے پہلے بہت اچھا آدمی تھا لیکن قومی غیرت نے ان کو برانگیختہ کیا، انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا تم جھوٹے ہو، اللہ کی قسم تم نہ اس کو قتل کرو گے اور نہ قتل کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔

پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (جو کہ سعد کے چچازاد بھائی تھے) کھڑے ہوئے اور انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ جھوٹے تو تم ہو اللہ کی قسم اس آدمی کو انجام تک پہنچائیں گے تم منافق ہو کیوں کہ تم منافقین کی طرف داری کر رہے ہو............الخ

اس حدیث میں دیکھئے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو منافق کہا اور سعد بن عبادہ عبداللہ بن سلول منافق کا دفاع کر رہا تھا۔ اور سعد رضی اللہ عنہ تو بڑا مشہور و معروف صحابی ہیں۔ اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تکفیری اور خارجی جیسے القاب سے نہیں نوازا جس طرح ہمارے دور کے سرکاری ملا اپنی طاغوتی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے ان کے خلاف بولنے والوں کو تکفیری اور خارجی کہتے ہیں۔

مثلاً محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے جب توحید کی آواز بلند کی اور طاغوت سے دشمنی مول لی تو درباری ملاؤں نے ان کو تکفیری اور خارجی کہا (اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پالینے کے بعد گمراہ ہونے سے بچالے) جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں کہا گیا ہے، اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو کافر کہا تو وہ خود کافر ہو جائے گا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گناہ گار ہو گا۔ اور جن لوگوں نے اس حدیث

سے استدلال کر کے ایسے شخص کو کافر ثابت کیا ہے تو ان کی بات کمزور اور مردود ہے۔ (مزید تفصیلات کے لئے الشیخ عبداللہ ابوبطین رحمہ اللہ کی کتاب دیکھئے۔) (مجموعة الرسائل والمسائل النجدية: ٥/ ٥١١)

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے غلط دلیل کی بنیاد پر مصلحین امت میں سے کسی کو کافر قرار دے دیا ہے اور وہ شخص دلیل دینے کی اہلیت رکھتا ہو تو ایسا آدمی گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے اجتہاد کیا ہے (اور مجتہد کو غلطی پر بھی اجر ملتا ہے) جیسے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منافق قرار دے دیا اور اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر کہا تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ان کو منافق قرار دینے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر کا تعاقب نہیں کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَآ أَوْ أَخْطَأْنَا (البقرہ:۲۸۶)

''اے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر''

اور یہ بات ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول اور جماعت مومنین کے اس آیت کو پڑھ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے بخش دیا اور اگر کفر کا فتوی لگانے والا، کفر کے فتوی دینے میں کسی واضح اور قطعی دلیل کا سہارا لیتا ہے اور جس کے متعلق فتوی دیا جا رہا ہے وہ واضح کفر کا ارتکاب کرے مثلاً، اللہ کے ساتھ شرک کرے اور عبادت کسی غیر کی کرے، اور اللہ و رسول اور احکامات خداوندی کا مذاق اڑائے یا احکامات الٰہی کو جھٹلائے یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین اور شریعت سے نفرت کا اظہار کرے یا اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کر دے تو ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ لگانے والا اجر و ثواب کا مستحق اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ (الدرر السنية: ١٢/ ٢٦٠، ٢٦١)

شیخ عبداللہ بن ابو بطین رحمہ اللہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا تو وہ خود کہنے والا کافر ہو گیا۔ تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں یہ روایت ان الفاظوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے بلکہ معروف حدیث وہی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے کسی دوسرے (مسلمان) بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے کوئی ایک کفر کا مرتکب ہوا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص تاویل کرتے ہوئے کسی انسان کو کافر، منافق یا فاسق کہے تو وہ غضب الٰہی کا مستحق ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے گا (لیکن سرکاری ملا اس چیز سے مستثنیٰ ہیں) مثلاً سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہا یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی اسی طرح کی غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں کہ انہوں نے ایک دوسرے کو منافق کہا ہے تو اللہ تعالیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کی خاطر کوئی بھی غلط کام نہیں کیا۔

پہلی دلیل: سیرۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قریش نے ایک مرتبہ عتبہ کو اس بات پر مذاکرات کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودانِ باطلہ کے خلاف برا بھلا کہنے سے باز رہیں عتبہ نے آکر کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اجتماعیت کو ختم کرکے رکھ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت، زر، زن، زمین میں سے جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی وہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ باتیں سن کر سورۃ فصلت کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی۔ (فتح القدیر ٤/٠٤ ٥دار احیاء التراث العربی و ابن کثیر ٤/١١٤)

اگر چہ اس میں کوئی کفر والی بات تو نہیں تھی لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کے نام پر کوئی ایسی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے تو صرف اسی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ صلی

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 131

شیخ عبداللہ بن ابو بطین رحمہ اللہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا تو وہ خود کہنے والا کافر ہو گیا۔ تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں یہ روایت ان الفاظوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے بلکہ معروف حدیث وہی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے کسی دوسرے (مسلمان) بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے کوئی ایک کفر کا مرتکب ہوا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص تاویل کرتے ہوئے کسی انسان کو کافر، منافق یا فاسق کہے تو وہ غضب الٰہی کا مستحق ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے گا (لیکن سرکاری ملا اس چیز سے مستثنیٰ ہیں) مثلاً سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہا یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی اسی طرح کی غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں کہ انہوں نے ایک دوسرے کو منافق کہا ہے تو اللہ تعالیٰ

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 132

صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کی خاطر کوئی بھی غلط کام نہیں کیا۔

پہلی دلیل: سیرۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قریش نے ایک مرتبہ عتبہ کو اس بات پر مذاکرات کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودانِ باطلہ کے خلاف برا بھلا کہنے سے باز رہیں عتبہ نے آکر کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اجتماعیت کو ختم کرکے رکھ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت، زر، زن، زمین میں سے جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی وہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ باتیں سن کر سورۃ فصلت کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی۔ (فتح القدیر ٤/٠٤ ٥دار احیاء التراث العربی و ابن کثیر ٤/١١٤)

اگر چہ اس میں کوئی کفر والی بات تو نہیں تھی لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کے نام پر کوئی ایسی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے تو صرف اسی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ صلی

حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ (الانعام: ۵۲)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کیجئے جو صبح وشام اللہ کی رضا مندی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں ان کے حساب وکتاب سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے حساب وکتاب سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ اگر آپ نے ان کو اپنے پاس سے دور کر دیا تو آپ کا شمار بھی ظالمین میں سے ہوگا"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مطالبہ کو مسترد کر دیا حالانکہ اس میں بڑی مصلحت پوشیدہ تھی وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان غریب مسلمانوں کو ہٹا دیتے تو وہ بڑے بڑے سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے اور ان کو دین کی تبلیغ کی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی کی وجہ سے آپ

تیسری دلیل: سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے جب ابن مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ پوچھنے آئے تھے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ سے گفتگو فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کر رہے تھے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ اس میں بھی مصلحت کا تقاضہ یہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ عبس کی ابتدائی آیات نازل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا

(ابن کثیر ٤/٠٤-٦،طبری ١٢/٤٤٣)

چوتھی دلیل: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ آخر زمانہ میں ظالم حکمران، بدکردار وزراء اور جھوٹے قاضی پیدا ہوں گے۔ جو شخص یہ زمانہ پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ نہ ان لوگوں کی رہنمائی کرے نہ ان کی دیکھ بھال کرے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی فوجی خدمت انجام دے۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 133

حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ (الانعام: ۵۲)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کیجئے جو صبح وشام اللہ کی رضا مندی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں ان کے حساب وکتاب سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے حساب وکتاب سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ اگر آپ نے ان کو اپنے پاس سے دور کر دیا تو آپ کا شمار بھی ظالمین میں سے ہوگا"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مطالبہ کو مسترد کر دیا حالانکہ اس میں بڑی مصلحت پوشیدہ تھی وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان غریب مسلمانوں کو ہٹا دیتے تو وہ بڑے بڑے سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے اور ان کو دین کی تبلیغ کی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی کی وجہ سے آپ

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 134

تیسری دلیل: سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے جب ابن مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ پوچھنے آئے تھے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ سے گفتگو فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کر رہے تھے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ اس میں بھی مصلحت کا تقاضہ یہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ عبس کی ابتدائی آیات نازل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا

(ابن کثیر ٤/٠٤-٦،طبری ١٢/٤٤٣)

چوتھی دلیل: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ آخر زمانہ میں ظالم حکمران، بدکردار وزراء اور جھوٹے قاضی پیدا ہوں گے۔ جو شخص یہ زمانہ پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ نہ ان لوگوں کی رہنمائی کرے نہ ان کی دیکھ بھال کرے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی فوجی خدمت انجام دے۔

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ حرام چیزوں سے میری امت کے لئے علاج نہیں ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۵۔ فی الزکاۃ)

ساتویں دلیل: محدثین کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ، اگر کوئی شخص فضائل اعمال میں حدیث گھڑے یا کسی شرعی کام پر ترغیب دلانے کے لئے حدیثیں وضع کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے اگر چہ اس میں اچھی مصلحت ہو یہ ناجائز اس لیے ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت کا پہلو نکلتا ہے اور وہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کا منسوب کرنا۔

چھٹا اعتراض

حامیانِ طاغوت کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا، اگر

وغارت گری کا اندیشہ ہے جس کی ظاہر ہے کوئی بھی تائید نہیں کرسکتا، اسی لئے علماء اس معاملہ پر خاموش ہیں۔

ہم اس کا وہی جواب دیتے ہیں جو شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ نے دیا۔ (کہ جب آپ کو یقین ہوگیا کہ طاغوتی نظام کے مطابق فیصلے کرانا کفر ہے تو یہ بھی سمجھ لیجئے کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا۔

وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:۲۱۷)

"کفر قتل سے بھی برا ہے"۔

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:۱۹۱)

"یعنی کفر قتل سے بھی بڑھ کر ہے"۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر بڑی تعداد میں لوگ قتل بھی ہوجائیں تو وہ طاغوتی حکومت قائم ہونے سے بہر حال

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 135

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ حرام چیزوں سے میری امت کے لئے علاج نہیں ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۵۔ فی الزکاۃ)

ساتویں دلیل: محدثین کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ، اگر کوئی شخص فضائل اعمال میں حدیث گھڑے یا کسی شرعی کام پر ترغیب دلانے کے لئے حدیثیں وضع کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے اگر چہ اس میں اچھی مصلحت ہو یہ ناجائز اس لیے ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت کا پہلو نکلتا ہے اور وہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کا منسوب کرنا۔

چھٹا اعتراض

حامیانِ طاغوت کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا، اگر

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 136

وغارت گری کا اندیشہ ہے جس کی ظاہر ہے کوئی بھی تائید نہیں کرسکتا، اسی لئے علماء اس معاملہ پر خاموش ہیں۔

ہم اس کا وہی جواب دیتے ہیں جو شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ نے دیا۔ (کہ جب آپ کو یقین ہوگیا کہ طاغوتی نظام کے مطابق فیصلے کرانا کفر ہے تو یہ بھی سمجھ لیجئے کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا۔

وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:۲۱۷)

"کفر قتل سے بھی برا ہے"۔

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:۱۹۱)

"یعنی کفر قتل سے بھی بڑھ کر ہے"۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر بڑی تعداد میں لوگ قتل بھی ہوجائیں تو وہ طاغوتی حکومت قائم ہونے سے بہر حال

دھوکہ نہ دے سکیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب السنۃ (۵/۹۵) میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ بعض **لوگ** طرسوس میں ایک شخص کی قبر سے گذرے تو اہل شہر نے کہا کہ کافر پر اللہ رحم نہیں کرتا۔ یہ بات امام احمد رحمہ اللہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا ہاں! اس پر اللہ رحم نہیں کرے گا جس نے اس عقیدہ کی بنیاد رکھی اور اس کو پھیلایا۔ یہاں امام احمد رحمہ اللہ کی مراد ہے عقیدہ خلق قرآن سے ہے نیز کتب تاریخ میں موجود ہے کہ مامون کا انتقال طرسوس میں ہوا۔ (طرسوس بلاد روم حلب اور انطاکیہ کا سرحدی علاقہ ہے)

نواں اعتراض

اس احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا۔

❶ کہ جو شخص جماعت اور اطاعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اور مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

❷ جو اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ امر دیکھے تو صبر کرے۔

بعض درباری علماء اس حدیث کے ذریعے لوگوں کو طاغوت کی تکفیر و برأت سے روکتے ہیں حالانکہ یہ دلیل اس موقع کے لئے نہیں ہے۔

اوّلاً: یہ احادیث مسلمان ظالم حکمرانوں کے بارے میں ہے، نہ کہ شریعت ساز طاغوتوں کے لئے

ثانیاً: امام نووی رحمہ اللہ (۱۱/۲۳۸) نے اس حدیث کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ میتۃ میم کی زیر کے ساتھ ہے یعنی ان کی موت اس شخص کی مانند ہوگی جو امام کے بغیر دورِ جاہلیت میں زندگی گزارتے تھے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی اس حال میں مرگیا تو اس کی موت اس شخص کی طرح ہوگی جو دورِ جاہلیت میں بغیر امام وامیر کے مرگئے۔ **(دورِ حاضر میں کوئی بھی شرعی خلیفہ (امیر) نہیں ہے اور مذکورہ حدیث خلیفہ شرعی کے بارے میں ہے۔)** مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص امام وامیر سے بغاوت کرکے اُس حال میں مرگیا تو جاہلیت کی موت مرا لیکن مسلمان امیر سے بغاوت کا مطلب صریح کفر بھی نہیں ہے۔

لہٰذا اس مسئلہ پر غور کرلینا چاہیے تاکہ علماء حکومت طاغوتی حکمرانوں کی حمایت کے لئے آپ کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

فصل فی الغربۃ (اجنبی)

توحید کی اہمیت وفضیلت سمجھنے کے بعد یہ بھی معلوم ہوجانا چاہیے کہ راہِ توحید پر چلنے والے بہت کم **لوگ** ہوتے ہیں۔

لہٰذا موحدین اس دور میں قلت کی بناپر غرباء (اجنبی) سے ہوگئے ہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ (مدارج السالکین ۳/۲۰۳) میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اجنبیت سے متعلق استدلال نقل کرتے ہیں۔

کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ (هود:۱۱۶)

"پس کیوں ان قرنوں میں سے جو تم سے پہلے تھے کچھ (**لوگ**) عقل والے نہ ہوئے کہ زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے مگر (ہاں) تھوڑے وہ **لوگ** (تھے) جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی۔

یہ اُن کی علمی پختگی اور فہم قرآن پر مشاہد/دال ہے۔

دنیا میں غرباء (قلیل اور اجنبی موحدین) اُن کی یہی صفت ہے جو مذکورہ آیت میں بیان ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہی کی طرف اشارہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اسلام اجنبیت میں شروع ہوا اور اجنبی بن جائے گا۔ لہٰذا غرباء کے لیے خوش خبری ہے صحابہ نے پوچھا غرباء کون؟ فرمایا جب معاشرہ بگڑ جائے گا تو یہ **لوگ** اصلاح کریں گے"

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی ہے۔

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔ صحابہ کے سوال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غرباء وہ لوگ ہیں کہ جب لوگ کمی کریں گے تو یہ اضافہ کریں گے) یعنی لوگوں میں ایمان وتقوی کم ہوجائے گا تو یہ کمی پوری کریں گے۔ اور خیر پھیلائیں گے“۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”بے شک اسلام اجنبیت کے عالم میں شروع ہوا اور آخر میں اجنبی رہ جائے گا لہذا غرباء کے لئے خوشخبری ہے پوچھا گیا کہ کون غرباء؟ جو اپنے قبائل سے علیحدہ ہوجائیں۔ (دین پسندی کی وجہ سے)“۔

اور عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”غرباء خوش ہوجائیں ہم نے پوچھا غرباء کون ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ لوگوں میں کم لیکن نیک صالح افراد کو غرباء کہتے ہیں۔ اور ان کی اطاعت کرنے والے بھی بہت کم ہوں گے“۔

امام احمد رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”(اللہ کو سب سے زیادہ غرباء پسند ہیں ؟ صحابہ نے پوچھا کون غرباء فرمایا جو کہ اپنے دین کو بچانے والے ہونگے اور روز قیامت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پاس جمع ہوجائیں گے“۔

دوسری روایت میں ہے۔ ”غرباء وہ لوگ ہیں جو میری سنتوں کا احیاء اشاعت کریں گے اور لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دینگے“ (یہ سب احادیث اُن لوگوں کے بارے میں ہیں۔ جن میں یہ صفات موجود

ہوں۔ مگر کچھ لوگوں نے ان تمام احادیثوں کو اپنی طرف منسوب کر کے اپنا نام ہی جماعت غرباء رکھ لیا۔ ورنہ یہ احادیث کسی خاص جماعت یا کسی خاص گروہ کے بارے میں نہیں۔ بس جن میں یہ صفات موجود ہوں وہ غرباء ہیں) نافع رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب بیٹھ کر رو رہے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا۔

اے ابوعبدالرحمٰن آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ کے کسی بھائی کا انتقال تو نہیں ہوگیا؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں ایسی بات نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی مسجد میں ایک بات بتائی تھی (اس بات کو یاد کر کے میں رو رہا ہوں) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نیک، متقی اور ریا ونمود سے دور رہنے والوں سے محبت کرتا ہے وہ نیک متقی لوگ جو اگر غائب رہے تو لوگ ان کو تلاش نہیں کرتے اور جب موجود رہیں تو لوگوں میں وہ پہچانے نہیں جاتے ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں وہ ہر اندھیرے فتنے سے نکل جاتے ہیں“ یہ ہیں وہ قابل رشک اور قابل تعریف لوگ ان کو غرباء اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد لوگوں میں بہت کم ہوگی اور لوگوں کی اکثریت ان صفات حسنہ سے محروم ہوگی دیگر تمام لوگوں میں مسلمان غرباء (اجنبی) ہیں۔ مومنین اہل اسلام میں غرباء ہیں اور اہل علم مومنین میں غرباء ہیں اہل سنت والجماعت (جو بدعتی اور نفسانی خواہشات پر چلنے والوں سے ممتاز ہیں) غرباء ہیں اور جو لوگ کتاب وسنت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور مخالفین کی تکلیفوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ غرباء ہیں لیکن یہی حقیقی اللہ والے ہیں تو لہذا غربت ان پر کوئی اثر نہیں کرے گی ان کی غربت دیگر لوگوں کے مقابلہ میں ہے۔

جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَاِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ يُضِلُّوۡكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ (الانعام:۶ :۱۱۶)

"اگر تم اکثریت کی پیروی کرو گے تو وہ اکثریت تمہیں گمراہ کردے گی"۔

یہ ہیں وہ غرباء جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی وجہ سے غرباء ہیں۔ اور جو **لوگ** ان کے مقابلہ میں ہیں ان کی غربت ڈراؤنی ہے اگر چہ وہ **لوگوں** میں مشہور و معروف ہوں گے اور **لوگوں** میں ان کی اہمیت ہوگی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

غریب وہ نہیں ہے جس کا گھر دور ہو بلکہ غریب تو وہ ہے جو دین سے اور اللہ سے دور ہو موسیٰ علیہ السلام جب **قوم** فرعون سے بھاگ کر مدین پہنچے تو وہ اکیلے بھوکے اور غریب تھے اس وقت انہوں نے کہا اے اللہ میں اکیلا اجنبی اور مریض ہوں تو اللہ نے فرمایا، اے موسیٰ اکیلا وہ شخص ہے جس کے ساتھ میرے جیسا ساتھی نہ ہو مریض وہ شخص ہے جس کے لئے میرے جیسا ڈاکٹر نہ ہو اور اجنبی وہ شخص ہے

طرف سے **لائے** ہیں یہ غریب وہ **لوگ** ہیں کہ جن کو **لوگوں** نے چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ دیگر **لوگوں** کے محتاج ہیں، قیامت کے دن **لوگ** جب اپنے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے تو یہ **لوگ** اپنی جگہ پر کھڑے رہیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم اسی طرف کیوں نہیں جا رہے ہو جہاں تمام **لوگ** جا رہے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ **لوگ** ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں حالانکہ آج کے دن یہ **لوگ** ہمارے زیادہ محتاج ہیں اور ہم اپنے اسی پروردگار کے منتظر ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔

لہٰذا یہ ہے وہ غربت کہ جس میں گھبراہٹ نہیں ہوگی بلکہ یہ غریب (اجنبی) **لوگ** بالکل پرسکون ہوں گے جب دیگر **لوگوں** پر دہشت طاری ہوگی اور اس وقت یہ غریب **لوگ** گھبرائے ہوئے اور دہشت زدہ ہیں جبکہ دیگر **لوگوں** پر امن و پرسکون ہیں ان غریبوں کا اللہ رسول اور دیگر مومنین سرپرست و نگران ہیں اگر چہ بہت سے **لوگ** ان سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 141

وَاِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ يُضِلُّوۡكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ (الانعام:۶ :۱۱۶)

"اگر تم اکثریت کی پیروی کرو گے تو وہ اکثریت تمہیں گمراہ کردے گی"۔

یہ ہیں وہ غرباء جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی وجہ سے غرباء ہیں۔ اور جو **لوگ** ان کے مقابلہ میں ہیں ان کی غربت ڈراؤنی ہے اگر چہ وہ **لوگوں** میں مشہور و معروف ہوں گے اور **لوگوں** میں ان کی اہمیت ہوگی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

غریب وہ نہیں ہے جس کا گھر دور ہو بلکہ غریب تو وہ ہے جو دین سے اور اللہ سے دور ہو موسیٰ علیہ السلام جب **قوم** فرعون سے بھاگ کر مدین پہنچے تو وہ اکیلے بھوکے اور غریب تھے اس وقت انہوں نے کہا اے اللہ میں اکیلا اجنبی اور مریض ہوں تو اللہ نے فرمایا، اے موسیٰ اکیلا وہ شخص ہے جس کے ساتھ میرے جیسا ساتھی نہ ہو مریض وہ شخص ہے جس کے لئے میرے جیسا ڈاکٹر نہ ہو اور اجنبی وہ شخص ہے

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے ؟ 142

طرف سے **لائے** ہیں یہ غریب وہ **لوگ** ہیں کہ جن کو **لوگوں** نے چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ دیگر **لوگوں** کے محتاج ہیں، قیامت کے دن **لوگ** جب اپنے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے تو یہ **لوگ** اپنی جگہ پر کھڑے رہیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم اسی طرف کیوں نہیں جا رہے ہو جہاں تمام **لوگ** جا رہے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ **لوگ** ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں حالانکہ آج کے دن یہ **لوگ** ہمارے زیادہ محتاج ہیں اور ہم اپنے اسی پروردگار کے منتظر ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔

لہٰذا یہ ہے وہ غربت کہ جس میں گھبراہٹ نہیں ہوگی بلکہ یہ غریب (اجنبی) **لوگ** بالکل پرسکون ہوں گے جب دیگر **لوگوں** پر دہشت طاری ہوگی اور اس وقت یہ غریب **لوگ** گھبرائے ہوئے اور دہشت زدہ ہیں جبکہ دیگر **لوگوں** پر امن و پرسکون ہیں ان غریبوں کا اللہ رسول اور دیگر مومنین سرپرست و نگران ہیں اگر چہ بہت سے **لوگ** ان سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

اوریس خولانی رحمہ اللہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر خاک آلود اور کمزور شخص بوسیدہ کپڑوں والے جن کو لوگ اہمیت نہیں دیتے اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: مومن دنیا میں اجنبی بن کر رہتا ہے کمزوری کی وجہ سے وہ شور شرابہ نہیں کرتا۔ اور جب طاقت حاصل ہوئی ہے تو وہ حد سے آگے نہیں بڑھتا۔

لوگوں کی ایک الگ حالت ہے جبکہ مومن کی اپنی ایک الگ حالت ہے مومن اپنے آپ سے اگر چہ پریشان ہی کیوں نہ ہو لیکن لوگ ان سے پرسکون رہتے ہیں ان غرباء کی صفات جن پر نبی صلی اللہ علیہ

(یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے قبائل سے علیحدہ ہو گئے ہیں) بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور زمین پر رہنے والے لوگ مختلف ادیان میں بٹے ہوئے تھے' کچھ لوگ بتوں اور آگ کی پرستش کر رہے تھے کچھ لوگ صلیب اور تصویروں کی پوجا میں غرق تھے اور کچھ لوگ یہودی، کچھ زرتشتی، کچھ فلاسفہ تھے اسلام اپنے ابتدائی دور میں غریب تھا اور جو لوگ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہو جاتے تھے وہ اپنے قبیلے اور اپنے محلے میں غریب ہوتے تھے اپنے گھر اور اپنے خاندان میں وہ غریب ہوتے تھے جو لوگ اپنے قبائل سے الگ ہو کر اسلام کی دعوت قبول کرتے ہیں تو وہ اپنے قبائل اور اپنے رشتہ داروں میں اجنبی ہو جاتے تھے اور وہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے، یہ لوگ حقیقی غرباء تھے یہاں تک کہ جب اسلام عروج پر پہنچ گیا اور اسلام کی دعوت پھیل گئی اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے، اب ان کی یہ غربت ختم ہو گئی اس کے بعد پھر اجنبیت شروع

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 143

اوریس خولانی رحمہ اللہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر خاک آلود اور کمزور شخص بوسیدہ کپڑوں والے جن کو لوگ اہمیت نہیں دیتے اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: مومن دنیا میں اجنبی بن کر رہتا ہے کمزوری کی وجہ سے وہ شور شرابہ نہیں کرتا۔ اور جب طاقت حاصل ہوئی ہے تو وہ حد سے آگے نہیں بڑھتا۔

لوگوں کی ایک الگ حالت ہے جبکہ مومن کی اپنی ایک الگ حالت ہے مومن اپنے آپ سے اگر چہ پریشان ہی کیوں نہ ہو لیکن لوگ ان سے پرسکون رہتے ہیں ان غرباء کی صفات جن پر نبی صلی اللہ علیہ

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 144

(یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے قبائل سے علیحدہ ہو گئے ہیں) بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور زمین پر رہنے والے لوگ مختلف ادیان میں بٹے ہوئے تھے' کچھ لوگ بتوں اور آگ کی پرستش کر رہے تھے کچھ لوگ صلیب اور تصویروں کی پوجا میں غرق تھے اور کچھ لوگ یہودی، کچھ زرتشتی، کچھ فلاسفہ تھے اسلام اپنے ابتدائی دور میں غریب تھا اور جو لوگ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہو جاتے تھے وہ اپنے قبیلے اور اپنے محلے میں غریب ہوتے تھے اپنے گھر اور اپنے خاندان میں وہ غریب ہوتے تھے جو لوگ اپنے قبائل سے الگ ہو کر اسلام کی دعوت قبول کرتے ہیں تو وہ اپنے قبائل اور اپنے رشتہ داروں میں اجنبی ہو جاتے تھے اور وہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے، یہ لوگ حقیقی غرباء تھے یہاں تک کہ جب اسلام عروج پر پہنچ گیا اور اسلام کی دعوت پھیل گئی اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے، اب ان کی یہ غربت ختم ہو گئی اس کے بعد پھر اجنبیت شروع

اپنی رائے پر اتراتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ بخیل کی اطاعت کی جارہی ہے خواہشات کی اتباع ہورہی ہے۔دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے۔اور ہر شخص اپنی رائے پر فخر کررہا ہے اور معاملہ تمہاری دسترس سے باہر ہے تو تم پھر اپنا خیال رکھنا اور عوام کی فکر سے زیادہ (اپنے ایمان اور دین) کی فکر کرنا۔اس لئے کہ ایسے دن آئیں گے جس میں تمہیں صبر کرنا پڑے گا اور ان ایام میں صبر کے دامن کو تھامنا ہاتھ میں انگارہ لینے کے مترادف ہوگا۔اسی وجہ سے ان دنوں میں اپنے دین پر قائم رہنے والے مومن کو پچاس صحابہ کے برابر اجر ملے گا۔سنن ابی داؤد اور ترمذی میں ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ

،سنت رسول کی نقاہت، کتاب اللہ کی سمجھ عطا کی ہے۔ان لوگوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کا ارادہ کرلے۔جو لوگ نفسانی خواہشات کی اتباع کررہے ہیں اور بدعت و گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور صراط مستقیم سے اعراض کررہے ہیں وہ صراط مستقیم جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔اس کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو جاہلوں، اور بدعتیوں کی تنقید کے لئے تیار رکھیں ،اور ان کی نفرت و شتام طرازی اور ان کی مخالفت اور دشمنی کو برداشت کرنے کے لئے بھی کمر بستہ رہے ،جس طرح ان کفار اسلاف نے اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سلوک کیا، اور اگر مومن ان لوگوں کو صحیح دین کی طرف دعوت دے اور ان کے غلط نظریہ پر تنقید کرے تو پھر ان کے لئے قیامت برپا ہوجاتی ہے اس (مومن) کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور مومن کو شکست دینے کے لئے ہر قسم کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور اس پر مختلف قسم کے الزامات عائد

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 145

اپنی رائے پر اتراتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ بخیل کی اطاعت کی جارہی ہے خواہشات کی اتباع ہورہی ہے۔دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے۔اور ہر شخص اپنی رائے پر فخر کررہا ہے اور معاملہ تمہاری دسترس سے باہر ہے تو تم پھر اپنا خیال رکھنا اور عوام کی فکر سے زیادہ (اپنے ایمان اور دین) کی فکر کرنا۔اس لئے کہ ایسے دن آئیں گے جس میں تمہیں صبر کرنا پڑے گا اور ان ایام میں صبر کے دامن کو تھامنا ہاتھ میں انگارہ لینے کے مترادف ہوگا۔اسی وجہ سے ان دنوں میں اپنے دین پر قائم رہنے والے مومن کو پچاس صحابہ کے برابر اجر ملے گا۔سنن ابی داؤد اور ترمذی میں ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 146

،سنت رسول کی نقاہت، کتاب اللہ کی سمجھ عطا کی ہے۔ان لوگوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کا ارادہ کرلے۔جو لوگ نفسانی خواہشات کی اتباع کررہے ہیں اور بدعت و گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور صراط مستقیم سے اعراض کررہے ہیں وہ صراط مستقیم جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔اس کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو جاہلوں، اور بدعتیوں کی تنقید کے لئے تیار رکھیں ،اور ان کی نفرت و شتام طرازی اور ان کی مخالفت اور دشمنی کو برداشت کرنے کے لئے بھی کمر بستہ رہے ،جس طرح ان کفار اسلاف نے اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سلوک کیا، اور اگر مومن ان لوگوں کو صحیح دین کی طرف دعوت دے اور ان کے غلط نظریہ پر تنقید کرے تو پھر ان کے لئے قیامت برپا ہوجاتی ہے اس (مومن) کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور مومن کو شکست دینے کے لئے ہر قسم کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور اس پر مختلف قسم کے الزامات عائد

(آل عمران:۸۵)

''کہ جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔اور آخرت میں وہ شخص نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹)

''کہ بے شک دین تو اللہ کے ہاں اسلام ہے''۔

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(آل عمران:۱۰۲)

''کہ اے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر بحالت اسلام''۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام چونکہ غریب ہے اس لئے اس کے پیروکار بھی شر میں ہونگے بلکہ وہ تو سب سے نیک بخت انسان ہے جس طرح کہ مکمل حدیث میں ہے (فطوبی للغرباء) طوبیٰ طیب سے بنا ہے جس کا مطلب ہے خوشخبری ہو غریبوں کے لئے۔

جس طرح کے اللہ کا فرمان ہے۔

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (الرعد:۲۹)

''ان کے لئے خوشخبری ہے اور اچھا ٹھکانہ ہے''۔

تو یہ مسلمان شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جو سابقون اولون تھے اور جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت پیروی کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریب تھے اور یہ تو سب سے نیک بخت ہے اور

آخرت میں انبیاء کے بعد لوگوں میں سب سے بلند مرتبہ پر ہونگے اور دنیا میں اس سے بھی بڑا مرتبہ ہے۔جیسا کہ قول ربانی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال:۶۴)

''کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اور مومنوں کو صرف اللہ ہی کافی ہے مدد کے لئے''

تو ایک مسلمان متبع اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ ہی کافی ہے۔اور وہی اللہ اس کے لئے کافی ہے جب بھی ہو اور جہاں بھی ہو اور اسی وجہ سے کفریہ ممالک میں مسلمانوں کی بہت عزت تھی جب تک انہوں نے دین کو مضبوطی سے تھاما بہت سارے لوگ جب منکر کو دیکھتے ہیں یا اسلامی حالت کی تبدیلی کو دیکھتے ہیں تو حیران و پریشان ہو جاتے ہیں اور مصیبت زدہ شخص کی طرح چیختے ہیں، حالانکہ اس کو اس سے منع کیا ہے بلکہ اس کو صبر اور توکل اور دین اسلام پر ثابت قدمی کا حکم دیا گیا ہے اور اس کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے ان لوگوں کے ساتھ جو متقی نیکوکار رہیں، اور یہ کہ بہترین انجام تقوے کا ہے اور جو بھی مصیبت اس کو پہنچتی ہے اس کے گناہوں کی وجہ سے ہے اس کو چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے اور صبح وشام اللہ کی تسبیح بیان کرے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ ''ثم یعود غریباً کمابدأ'' اس میں دو باتوں کا احتمال ہے۔

❶ پہلا یہ ہے کہ اسلام کسی جگہ کسی زمانے میں غریب ہوگا پھر ظاہر ہوگا جس طرح کے شروع اسلام پہلے غریب تھا پھر ظاہر ہوگیا اور اسی بنا پر فرمایا (سیعود غریباً کمابدأ) عنقریب غریب ہوگا کہ جس طرح شروع ہوا، غریب نہیں پہچانا جارہا تھا پھر ظاہر ہوا اور پہچان لیا گیا اسی طرح یہ اسلام دوبارہ آئے گا جب اس کی پہچان نہ ہو پھر ظاہر ہوگا اور پہچانا جائے گا تو شروع میں اس کو پہچاننے والے کم ہوں گے جس طرح کے اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام کے پہچاننے والے کم تھے۔

❷ ایک اور احتمال یہ بھی ممکن ہے کہ آخری زمانہ میں بہت کم مسلمان باقی رہیں گے اور یہ

دجال یا جوج ماجوج کے بعد ہوگا قیامت کے قریب اور اس وقت اللہ ایک ہوا بھیجے گا جو کہ مومن مرد اور مومن عورت کی روح کو قبض کر لے گی اور پھر قیامت قائم ہوجائے گی لیکن اس حالت سے قبل کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم ولا من خذلهم حتى تقوم الساعة))(البخاري:٦/٦٣٢،١٣/٤٤٢ الفتح)

"کہ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا ان کے مخالف نہ ان کو نقصان پہنچا سکیں گے اور نہ ہی ان کو رسوا کر سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی"۔

اور اس جیسی حدیث بہت ساری ہیں یہ حدیث مسلمانوں کو یہ فائدہ دے رہی ہیں کہ وہ اسلام کو سمجھنے والوں کی قلت پر غم نہ کریں اور نہ ہی اپنا سینہ تنگ کریں اور نہ ہی اسلام سے متعلق شک میں مبتلا

سنت کو جانتے ہیں۔

سفیان الثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل سنت کو وصیت کرو کیونکہ یہ غرباء ہیں۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غرباء کی دو قسمیں ہیں۔

1. **لوگوں** کے فساد کے وقت اصلاح کریں اپنے نفسوں کی۔
2. جسے **لوگوں** نے برباد کیا ہے وہ اس کی اصلاح کریں گے اور یہی اعلیٰ اور **افضل** قسم ہے۔

(كشف الكربة: ص ٣٢)

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن اس دنیا میں غریب ہے اس کی پریشانی پر کوئی پریشان نہیں ہوتا اس کی عزت پر کوئی رشک نہیں کرتا اس کی ایک الگ حالت ہوتی ہے اور لوگوں کی الگ حالت ہوتی ہے۔(كشف الكربة ص ٤٧)

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 149

دجال یا جوج ماجوج کے بعد ہوگا قیامت کے قریب اور اس وقت اللہ ایک ہوا بھیجے گا جو کہ مومن مرد اور مومن عورت کی روح کو قبض کر لے گی اور پھر قیامت قائم ہوجائے گی لیکن اس حالت سے قبل کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم ولا من خذلهم حتى تقوم الساعة))(البخاري:٦/٦٣٢،١٣/٤٤٢ الفتح)

"کہ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا ان کے مخالف نہ ان کو نقصان پہنچا سکیں گے اور نہ ہی ان کو رسوا کر سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی"۔

اور اس جیسی حدیث بہت ساری ہیں یہ حدیث مسلمانوں کو یہ فائدہ دے رہی ہیں کہ وہ اسلام کو سمجھنے والوں کی قلت پر غم نہ کریں اور نہ ہی اپنا سینہ تنگ کریں اور نہ ہی اسلام سے متعلق شک میں مبتلا

اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟ 150

سنت کو جانتے ہیں۔

سفیان الثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل سنت کو وصیت کرو کیونکہ یہ غرباء ہیں۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غرباء کی دو قسمیں ہیں۔

1. لوگوں کے فساد کے وقت اصلاح کریں اپنے نفسوں کی۔
2. جسے لوگوں نے برباد کیا ہے وہ اس کی اصلاح کریں گے اور یہی اعلیٰ اور افضل قسم ہے۔

(كشف الكربة: ص ٣٢)

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن اس دنیا میں غریب ہے اس کی پریشانی پر کوئی پریشان نہیں ہوتا اس کی عزت پر کوئی رشک نہیں کرتا اس کی ایک الگ حالت ہوتی ہے اور لوگوں کی الگ حالت ہوتی ہے۔(كشف الكربة ص ٤٧)

زمانے تک تو مزید انحطاط کے دور ہیں جس کا احساس کسی کو نہیں ۔ (کشف الکربۃ: ص ۲۷)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابوالحسن العتکی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم حربی رحمہ اللہ سے سنا وہ ایک جماعت کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے جوان کے پاس بیٹھی تھی کہ تم آج کے دور میں کسے غریب کہتے ہو؟ ان میں سے ایک شخص نے کہا غریب (اجنبی) اس کو کہتے ہیں جو اپنے ملک، وطن سے دور ہو گیا ہو ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے کہا ہمارے زمانے میں غریب (اجنبی) وہ نیک وصالح آدمی ہے جو صالحین کے درمیان رہتا ہو جب وہ ان لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے وہ اس پر عمل کرتے ہیں جب برائی سے روکتا ہے رک جاتے ہیں (اس کا ساتھ دیتے ہیں دونوں باتوں میں) اگر وہ شخص کسی دنیاوی ضرورت کا محتاج ہوتا ہے تو وہ لوگ اس کی مدد کرتے ہیں پھر یہ لوگ مر جاتے ہیں وہ اکیلا (غریب، اجنبی) رہ جاتا ہے ۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۳/ ۳۶۲)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ غربتِ اسلام کے بارے میں کہتے ہیں: اہل علم کو دین اسلام پر رونا چاہیے کہ اس کی نشانیاں تک مٹ گئی ہیں اسی طرح ہدایت بھی معدوم ہے ۔ اور دنیا کی علامات واضح ہیں ۔ لوگوں کی تگ ودو صرف دنیا کے حصول اور مال جمع کرنے کے لئے ہے دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اپنا دین بگاڑ رہے ہیں ۔ دنیا داروں جرائم پیشہ افراد سے دوستیاں کی جا رہی ہیں ۔

دین ابراہیم علیہ السلام دین حنیف کو نہ چھپانے والوں کا کوئی سہارا نہیں ہے اسلام کا صرف نام رہ گیا ہے ۔

نہ امر بالمعروف کا نام ونشان ہے نہ نہی عن المنکر کا یہ چیزیں معدوم ہو گئی ہیں ۔

دین تو آپس کی محبت اور کفار ومشرکین سے نفرت کا نام تھا اب یہ سب کچھ کہاں ؟ اب دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرنے والا اور اس کے خلاف بغاوت کرنے والوں سے کون پوچھتا ہے ؟ ہم اپنے ٹوٹے دلوں کی شکایت صرف اللہ ہی سے کر سکتے ہیں لوگوں نے مشرکین سے دوستیاں

وتعلقات پیدا کر لئے ہیں معاشی ترقی کے لئے عقل استعمال کرتے ہیں (مگر اسلام کے لئے نہیں) کفار کے ممالک میں ان کے ساتھ ہنسی خوشی رہتے ہیں اللہ سے دعا ہے کہ اسلام کو ایسے مددگار عطا فرمائے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح اس کی ترقی سربلندی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کریں ۔ آمین ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ اجمعین